معرفة الرسوم
مع
ضیاء البرہان فی رسم القرآن
تالیف
استاذ القراء حضرت مولانا قاری
ابن ضیاء محب الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تصحیح و تبویب
قاری نجم الصبیح التھانوی
قرأت اکیڈمی
لاھور

معرفة الرسوم

مع

ضیاء البرہان فی رسم القرآن

تالیف

استاذ القراء حضرت مولانا قاری
ابن ضیاء محب الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح و تبویب

قاری نجم الصبیح التھانوی

قراءت اکیڈمی ®
28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور
Ph.: 042 - 7122423
Mob:0300-4785910

انتباہ

نام کتاب ------ معرفة الرسوم مع ضیاء البرهان فی رسم القرآن

تالیف ------ قاری محب الدین احمد صاحبؒ

طابع وناشر ------ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

کمپوزنگ و ------ اے۔ایم۔11 سیکنڈ فلور پنجاب پلازہ

سرورق ڈیزائن ------ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور 7313117

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْمُجْتَبٰى

اما بعد! احقر ابن ضیاء محب الدین احمد عفی عنہ ساکن قصبہ نارہ ضلع الہ آباد کہتا ہے کہ فن رسم خط عثمانی ایسی عجیب چیز ہے کہ عقل انسانی اس کے نکات سے حیران اور ششدر ہے اسی وجہ سے اس کا معلوم کرنا اس قدر ضروری ہے کہ بلا علم رسم قرآن صحیح پڑھنا دشوار ہے۔

رسم قرآنی منجملہ ارکان قرآن ہے چونکہ فن رسم میں اردو کا کوئی ایسا رسالہ معلوم نہیں ہوا کہ جس کو مبتدی طلباء کما حقہ سمجھ سکیں، اس لیے ایسے رسالہ کی بابت بعض احباب کے حسن ظن اور اصرار نے باوجود قلت فرصت کے مجھ کو لکھنے پر مجبور کیا لہٰذا اللہ کے بھروسہ پر یہ کام شروع کرتا ہوں اور اس رسالہ کا نام "**معرفة الرسوم**" رکھتا ہوں، اللہ پاک قبول فرما کر شائقین فن کو اس سے نفع پہنچائے آمین۔ واللہ الموفق والمعین

قاری محب الدین احمدؒ

مدرس مدرسہ سبحانیہ الہ آباد

۱۳۴۶ھ

☆☆☆

پہلی فصل

رسم خط کی تعریف وغیرہ کا بیان

تعریف:

رسم خط قرآنی کی تعریف یہ ہے کہ کلام پاک کو اس رسم کے موافق لکھنا جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بنا بر اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ثابت اور متقدمین سے منقول ہے اسی وجہ سے اس رسم خط کی اتباع ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے نزدیک ضروری ہے۔

موضوع:

موضوع اس کا نقوش قرآنی ہے۔

غایت:

غایت اس کی صحت رسم وقرآءت قرآن ہے۔

اقسام:

اس رسم کی دو قسمیں ہیں: (اول) رسم قیاسی یعنی مرسوم مطابق ملفوظ کے ہو اس رسم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) رسم قیاسی مطلق: یعنی مرسوم مطابق ملفوظ کے بالاتفاق ہو جیسے مَلِكِ النَّاسِ۔

(۲) رسم قیاسی مقید: یعنی مرسوم کسی خاص قرآءت میں مطابق ملفوظ کے ہو جیسے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بقرآءت حذف الف۔ اگرچہ یہ رسم قیاسی کی قسم ہے لیکن حکم میں رسم غیر قیاسی کے ہے کیونکہ ایسی رسم کسی نہ کسی قرأت میں مخالف مقروٴ کے ہوگی اور رسم قیاسی مطلق محتاج کی بیان نہیں کیونکہ یہ رسم اصل اور اصل کے موافق ہے مگر جہاں خلاف اصل کا کسی وجہ سے وہم اور احتمال

ہوگا وہاں اصل کی تصریح کی جائے گی۔

(دوم) رسم غیر قیاسی: یعنی مرسوم موافق مقروٗ کے نہ ہو یا موافق اصل کے نہ ہو اس کی چند صورتیں ہیں:

(اول) ابدال یعنی ملفوظ حرف کی جگہ دوسرا حرف مرسوم ہو جیسے صَلٰوةٌ

(دوم) حذف یعنی کسی حرف مقروٗ کو نہ لکھنا جیسے سَلٰمٌ وغیرہ

(سوم) اثبات یعنی کسی حرف غیر مقروٗ کو لکھنا جیسے بِاَیْیدٍ وغیرہ

(چہارم) وصل یعنی دو کلموں کو ملا کر لکھنا جیسے بِئْسَمَا وغیرہ اس کو موصول کہتے ہیں اور اگر ملا ہوا نہ لکھا ہو تو اس کو مقطوع کہتے ہیں۔

اس رسم غیر قیاسی کی دو قسمیں ہیں:

(اول) رسم اصطلاحی یعنی مرسوم مخالف ملفوظ کے ہو بلا احتمال اختلاف قرآءت کے جیسے لَاِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ

(دوم) رسم احتمالی یعنی وہ رسم جو قرآءت مختلفہ کو مشتمل اور محتمل ہو جیسے یَعْلَمُوْنَ اور تَعْلَمُوْنَ کہ رسماً یہ دونوں ایک ہیں کیونکہ اصل رسم عثمانی غیر منقوط اور غیر معرب ہے لہٰذا یہ رسم قرآءات مختلفہ صیغہ غائب اور خطاب دونوں کو شامل ہے۔

دوسری فصل

ہمزہ کا بیان

ہر حرف کے لئے ایک خاص صورت وضع کی گئی ہے بخلاف ہمزہ کے کہ اس کے لئے کوئی صورت اصلی وضع نہیں کی گئی بلکہ بقاعدہ متعینہ ہمزہ کبھی الف اور کبھی واؤ اور کبھی یاء کی صورت میں ہوتا ہے اور کبھی محذوف الرسم بھی ہوتا ہے۔

اس موقع حذف میں متاخرین ہمزہ کی وضاحت کے لئے عین کا سرا (ء) لکھتے ہیں جیسے دِفْءٌ وغیرہ اور موضع اثبات میں اگر ہمزہ ساکن ہو تو ان حروف ثلثہ کے اشتباہ رسمی سے بچنے کے لئے عین کا سرا اور جزم دونوں لکھتے ہیں جیسے یُؤْمِنُوْنَ اور بِئْسَ وغیرہ لیکن جو ہمزہ ساکن بشکل الف ہوتا ہے اس پر صرف جزم لکھتے ہیں جیسے مَاْكُوْلٌ بخلاف اصل الف کے کہ اس پر جزم بھی نہیں لکھتے اسی طرح اگر ہمزہ متحرک ہو اور واؤ یا یاء کی شکل میں ہو تو اس واؤ اور یاء پر بھی عین کا سرا لکھتے ہیں جیسے مُؤَجَّلاً اور اُولٰٓئِكَ اور الف کی صورت میں ہو تو عین کا سرا نہیں لکھتے مگر اس الف پر حرکت لکھتے ہیں جیسے وَاِذَا سَاَلَكَ۔

﴿فائدہ﴾ ہمزہ اگر لکھا جاتا ہے تو ہمیشہ حروف علت ہی کی صورت میں ہوتا ہے اور عین کا سرا اصل رسم خط مصحف عثمانی میں نہیں تھا متاخرین نے عجمیوں کو غلطی سے بچانے کے لئے موقع ہمزہ میں عین کا سرا لکھا اور چونکہ ان دونوں میں یہ مناسبت ہے کہ اکثر غلطی سے بجائے ایک کے دوسرا حرف طبعاً ادا ہو جاتا ہے اس وجہ سے عین ناقص لکھتے ہیں تاکہ ہمزہ کی طرف ذہن کا تبادر ہو جائے اور جو ہمزہ حروف ثلثہ مذکورہ کی شکل میں نہ ہو اس ہمزہ کو محذوف الرسم کہتے ہیں۔

﴿فائدہ:﴾ باعتبار محل کے ہمزہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ہمزہ مبتدیہ (۲) ہمزہ متوسطہ (۳) ہمزہ متطرفہ۔

(۱) ہمزہ مبتدیہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے شروع میں ہو جیسے اَلْحَمْدُ وغیرہ

(۲) ہمزہ متوسطہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے بیچ میں واقع ہو، یہ وقوع چاہے حقیقتاً ہو جیسے یُؤْمِنُوْنَ یا حکماً یعنی کسی کلمہ کے آخر کا ہمزہ جس کو ہمزہ متطرفہ کہتے ہیں وہ کسی وجہ سے متوسط ہو گیا ہو جیسے اٰبَآؤُكُمْ وغیرہ رسماً دونوں کا حکم ایک ہے بخلاف ہمزہ متوسط بزوائد کے کہ یہ ہمزہ مبتدیہ کے حکم میں ہے مثلاً لِاَهَبَ وغیرہ کے۔

(۳) ہمزہ متطرفہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے آخر میں حقیقتاً ہو جیسے جَآءَ - شَآءَ وغیرہ اب تینوں قسموں کا بیان علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔

﴿تیسری فصل﴾

ہمزہ مبتدیہ کے رسم کا بیان

﴿قاعدہ﴾ جو ہمزہ منفردہ متحرکہ ابتدا کلمہ میں واقع ہوتا ہے وہ ہر جگہ الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے جیسے اَعُوْذُ۔ اِهْدِنَا اور اُولٰٓئِكَ۔

لیکن اُولٰٓئِكَ۔ فَاُولٰٓئِكَ۔ اُولٰٓئِكُمْ۔ اُولُوْا۔ اُولِیْ۔ اُولَاتِ الْاَحْمَالِ اور سَاُورِيْكُمْ جو اعراف میں ہے اور سَاُورِيْكُمْ اٰيَاتِیْ جو انبیاء میں ہے ان کلمات میں بعد ہمزہ کے بلا اختلاف ایک واؤ زیادہ مرسوم ہے اور وَلَاُ وصَلِّبَنَّكُمْ میں اختلاف ہے یعنی بعض مصاحف میں بعد ہمزہ کے واؤ لکھا ہے اور بعض میں نہیں۔

﴿فائدہ:﴾ اگر ہمزہ مبتدیہ کسی وجہ سے متوسطہ ہو جائے جس کو ہمزہ متوسطہ بزوائد کہتے ہیں وہ ہمیشہ الف ہی کی شکل میں مرسوم ہوگا جیسے سَاَصْرِفُ اور اَفَاَنْتَ وغیرہ مگر هٰٓؤُلَآءِ اور يَابْنَؤُمَّ کا ہمزہ بشکل واؤ مرسوم ہوگا اسی طرح لَئِنْ لَّمْ۔ لِئَلَّا اور يَوْمَئِذٍ۔ حِيْنَئِذٍ وغیرہ کا ہمزہ بہ شکل یاء مرسوم ہوگا۔

﴿قاعدہ:﴾ اگر کسی کلمہ کے شروع میں دو ہمزہ جمع ہوں اور دونوں متحرک ہوں تو پہلا ہمزہ محذوف ہوگا اور ہمزہ ثانی بصورت الف مرسوم ہوگا جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ۔ ءَاِنَّا۔ ءَاُنْزِلَ وغیرہ۔

لیکن اَئِنَّا ثانی صافات میں اور جو نمل میں ہے اور اَئِنَّكَ جو سورۂ یوسف علیہ السلام میں ہے اور پانچ کلمات یعنی اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ اور اَئِفْكًا اور اَئِذَ امِتْنَا سورۂ واقعہ میں اور لفظ اَئِمَّةٌ اور اَئِنَّكُمْ جہاں کہیں آئیں ان سب کا ہمزہ ثانیہ بشکل یاء مرسوم ہوگا اور اَؤُنَبِّئُكُمْ کا ہمزہ ثانیہ بشکل واؤ مرسوم ہوگا۔

﴿چوتھی فصل﴾

ہمزہ متوسطہ کے رسم کا بیان

ہمزہ متوسطہ کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ہمزہ متحرک ماقبل ساکن (۲) ہمزہ متحرک ماقبل متحرک (۳) ہمزہ ساکن ماقبل متحرک

﴿قاعدہ﴾ اگر ہمزہ متحرک ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ محذوف ہوگا جیسے تَجْئَرُوْنَ۔ سَوْءَ ةَ۔ اٰبَآءَ نَا۔ جَآءَ هُمْ۔ سِيْئَتْ وغیرہ۔

لیکن ہمزہ مضمومہ بعد الف بصورت واؤ مرسوم ہوگا جیسے جَزَآؤُكُمْ وغیرہ لیکن سورۃ بقرہ میں اَوْلِيٰٓئُهُمْ اور انعام میں وَقَالَ اَوْلِيٰٓئُهُمْ اور فصلت میں نَحْنُ اَوْلِيٰٓئُكُمْ میں الف اور ہمزہ دونوں محذوف ہیں اور اِنْ اَوْلِيَآءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ میں الف مرسوم ہے لیکن حذف ہمزہ میں اختلاف ہے اور ہمزہ مکسور بعد الف کے بشکل یاء مرسوم ہوگا جیسے الْغَآئِطِ وغیرہ۔

﴿قاعدہ﴾ ہمزہ متحرک ماقبل متحرک کی صورت میں اگر ہمزہ مفتوح ماقبل مفتوح ہو تو ہمزہ بصورت الف مرسوم ہوگا جیسے سَاَلَ وغیرہ اور ماقبل مضموم ہو تو ہمزہ بہ شکل واؤ مرسوم ہوگا جیسے بِسُؤَالِ اور مُؤَجَّلًا وغیرہ اور ماقبل مکسور ہو تو ہمزہ بہ شکل یاء مرسوم ہوگا جیسے خَاطِئَةٍ وغیرہ اور اگر ہمزہ مضموم ماقبل مکسور ہو تو ہمزہ بشکل یاء مرسوم ہوگا جیسے سَنُقْرِئُكَ اور ماقبل مفتوح ہو تو ہمزہ بہ شکل واؤ مرسوم ہوگا جیسے يَذْرَؤُكُمْ وغیرہ اور اگر ہمزہ مکسور ماقبل مضموم ہو تو ہمزہ بہ شکل یاء مرسوم ہوگا جیسے سُئِلُوا الْفِتْنَةَ۔

﴿فائدہ:﴾ اگر ہمزہ مفتوح کے بعد الف یا ہمزہ مضموم کے بعد واؤ مدہ یا ہمزہ مکسور کے بعد یاء مدہ ہو تو ہمزہ محذوف ہوگا جیسے شَنَاٰنُ اور رُءُوْسِكُمْ اور خَاسِئِيْنَ وغیرہ۔

﴿قاعدہ﴾ اگر ہمزہ ساکن ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کی رسم ماقبل کی حرکت والے حرف کے موافق ہوگی جیسے شَأْنٌ اور مُؤْمِنِيْنَ اور جِئْتَ وغیرہ۔ مگر رُؤْيَا اور رِءْيًا میں ہمزہ محذوف الرسم ہے۔

﴿پانچویں فصل﴾

ہمزہ متطرفہ کے رسم کا بیان

ہمزہ متطرفہ کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ہمزہ متحرک ماقبل ساکن (۲) ہمزہ متحرک ماقبل متحرک (۳) ہمزہ ساکن ماقبل متحرک۔

﴿قاعدہ:﴾ اگر ہمزہ متحرک ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ ہر جگہ محذوف ہوگا جیسے مِلْءُ الْاَرْضِ اور اَلنَّسِيْٓءُ۔ اَلسُّوْٓءَ اور جَآءَ۔ شَآءَ اور شَيْءٌ۔ سَوْءٍ وغیرہ مگر اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ اور لَتَنُوْٓاَ بِالْعُصْبَةِ میں ہمزہ بہ شکل الف مرسوم ہوگا۔

﴿قاعدہ:﴾ ہمزہ متحرک ماقبل متحرک کی صورت میں اگر ہمزہ کی حرکت ماقبل کی حرکت کے موافق ہو تو ہمزہ خود اپنی حرکت کے موافق مرسوم ہوگا جیسے مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اور كُلُّ امْرِئٍ وغیرہ اور اگر مخالف ہو تو ہمزہ ماقبل کی حرکت کے موافق مرسوم ہوگا جیسے لِسَبَاٍ اور يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ اور يَسْتَهْزَاُ بِهَا اور مَلَاٍ وغیرہ۔

﴿فائدہ:﴾ جہاں ہمزہ مضمومہ کے بعد الف زائد اور مرسوم ہے وہاں ہمزہ مضمومہ بہ شکل واؤ لکھا جاتا ہے اور اس قسم کے کلمات یہ ہیں اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ نساء میں اور نَبَؤُ الَّذِيْنَ ابراہیم اور تغابن میں اور نَبَؤٌا عَظِيْمٌ۔ نَبَؤُا الْخَصْمِ سورہ ص میں اور تَفْتَؤُا یوسف میں اور يَتَفَيَّؤُا نحل میں اور اَتَوَكَّؤُا اور لَا تَظْمَؤُا طٰہٰ میں وَيَدْرَؤُا نور میں اور قُلْ مَا يَعْبَؤُا فرقان میں اور وَيَبْدَؤُا الْخَلْقَ جہاں آئے اور اَوَ مَنْ يُّنَشَّؤُا زخرف میں اور يُنَبَّؤُا

الْاِنْسَانُ قیامہ میں اور فَقَالَ الْمَلَؤُا پہلا مومنون میں اور یٓاَیُّھَا الْمَلَؤُا اِنِّیْ اُلْقِیَ اور یٰٓاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ اور یٰٓاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یہ تینوں نمل میں ہیں۔

﴿قاعدہ﴾ اگر ہمزہ ساکن ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ ماقبل کی حرکت کے موافق مرسوم ہوگا جیسے اِنْ یَّشَاْ اور ھَیِّیْٔ وغیرہ۔

﴿چھٹی فصل﴾

مقطوع اور موصول کا بیان

کلمات کے رسم میں اصل یہ ہے کہ ہر دو کلمے مقطوع یعنی علیحدہ علیحدہ مرسوم ہوں مگر بعض دو کلمے کل قرآن میں موصول مرسوم ہیں یا بعض جگہ مقطوع اور بعض جگہ موصول یا بعض جگہ مختلف فیہ ہیں پس خلاف اصل کے چند کلمات یہ ہیں:

(۱) اَنْ لَّا: اَنْ مخففہ بفتح الھمزہ ساتھ لَا کے ہر جگہ موصول یعنی اس کا نون غیر مرسوم ہوگا جیسے اَلَّا نَعْبُدَ وغیرہ

مگر دس جگہ اپنے مدخول سے مقطوع ہوگا۔ دو جگہ سورۂ اعراف میں (۱) اَنْ لَّا اَقُوْلَ (۲) اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا (۳) توبہ میں اَنْ لَّا مَلْجَاَ (۴) ہود میں ثانی اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا (۵) اسی ہود میں اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا ھُوَ (۶) حج میں اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ (۷) یٰسٓ میں اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ (۸) دخان میں اَنْ لَّا تَعْلُوْا (۹) ممتحنہ میں اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ (۱۰) سورۂ نٓ میں اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّھَا الْیَوْمَ۔

(۲) اِنْ مَّا: اِنْ مخففہ بکسر الھمزہ ہر جگہ مَا سے موصول ہوگا مگر صرف رعد میں وَ اِنْ مَّا نُرِیَنَّكَ مقطوع لکھا گیا ہے۔

(۳) اَنْ لَّنْ: اَنْ مخففہ بفتح الھمزہ ساتھ لَنْ کے دو جگہ موصول ہے ایک کہف میں اَنْ لَّنْ

نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا دوسرا قیامہ میں اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ باقی ہر جگہ مقطوع ہے مگر اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ جو مزمل میں ہے مختلف فیہ ہے۔

(۴) مِنْ مَّا: مِنْ بکسر المیم ساتھ مَا کے ہر جگہ موصول ہے جیسے مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اور مِمَّ خُلِقَ وغیرہ مگر روم میں مِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور نساء میں فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور منافقون میں مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مقطوع ہے۔

﴿تنبیہ:﴾ مثل مِنْ مَّا لِلّٰهِ اور مِنْ مَّآءٍ وغیرہ کے ہر جگہ مقطوع ہے۔

(۵) مِنْ مَنْ: بکسر المیم ساتھ مَنْ بفتح المیم کے ساتھ ہر جگہ موصول ہوگا جیسے مِمَّنْ مَّنَعَ وغیرہ۔

(۶) عَنْ مَّا: عَنْ ساتھ مَا کے ہر جگہ موصول ہوگا مگر عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ مقطوع ہے۔

(۷) عَنْ مَّنْ: عَنْ ساتھ مَنْ کے دو ہی جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ مقطوع ہے یعنی نور میں عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ اور نجم میں عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی۔

یہ قطع اصل رسم کے موافق ہے اور محتاج بیان نہیں لیکن کلمہ مَنْ چونکہ بعض کلمات اَمْ اور مِنْ جارہ وغیرہ کے ساتھ موصول آئے ہیں اس وجہ سے اس کے وصل کا بھی وہم ہوتا ہے لہٰذا بیان سے اس وہم کو دفع کیا گیا ایسے مواقع کی توجیہہ کو اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔

(۸) فَاِنْ لَّمْ: فَاِنْ ساتھ لَمْ کے صرف ایک جگہ یعنی سورۂ ھودؑ میں فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ موصول ہے باقی ہر جگہ مقطوع ہے۔

(۹) اَمْ مَّنْ: اَمْ ساتھ مَنْ مفتوحہ کے ہر جگہ موصول ہے مگر نساء میں اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا اور توبہ میں اَمْ مَّنْ اَسَّسَ اور صافات میں اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اور فصلت میں اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْ اٰمِنًا میں مقطوع لکھا گیا ہے۔

(۱۰) اَنَّ مَا: اَنَّ مفتوحہ مشددہ ساتھ مَا کے ہر جگہ موصول ہوگا مگر دو جگہ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ ایک حج میں دوسرا لقمان میں بالاتفاق مقطوع ہے لیکن انفال میں وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مختلف فیہ ہے اور کَاَنَّمَا ہر جگہ موصول ہے جیسے کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ وغیرہ

(۱۱) اِنَّ مَا: اِنَّ مکسور مشددہ ساتھ مَا کے ہر جگہ موصول ہوگا مگر اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ انعام میں مقطوع ہے۔

(۱۲) کُلَّ: ساتھ مَا کے چار جگہ بالاختلاف موصول ہے۔

(۱) نساء میں کُلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ (۲) اعراف میں کُلَّمَا دَخَلَتْ (۳) مومنون میں کُلَّمَا جَآءَ اُمَّةٌ (۴) ملک میں کُلَّمَا اُلْقِیَ

اور مِنْ کُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ ابراہیم میں بالاتفاق مقطوع ہے۔

(۱۳) فِیْ مَا: فِی ساتھ مَا کے ہر جگہ موصول ہے مگر گیارہ جگہ مقطوع ہے:

(۱) فِیْ مَا فَعَلْنَ ثانی بقرہ میں (۲) لِیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَا اٰتٰکُمْ مائدہ میں (۳) قُلْ لَّا اَجِدُ فِیْ مَا اُوْحِیَ اور (۴) لِیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَا اٰتٰکُمْ انعام میں (۵) فِیْ مَا اشْتَهَتْ انبیاء میں (۶) فِیْ مَا اَفَضْتُمْ فِیْهِ نور میں (۷) فِیْ مَا هٰهُنَا اٰمِنِیْنَ شعراء میں مگر بعض نے اس ساتویں کے مقطوع ہونے میں اختلاف کیا ہے (۸) فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ روم میں (۹) فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اور (۱۰) فِیْ مَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ دونوں زمر میں (۱۱) وَ نُنْشِئَکُمْ فِیْ مَالَا تَعْلَمُوْنَ واقعہ میں۔

(۱۴) اَیْنَ ساتھ مَا کے دو جگہ بالاتفاق موصول ہے (۱) سورۂ بقرہ میں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا (۲) نحل میں اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُ

اور تین جگہ مختلف فیہ ہے۔ (۱) نساء میں اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا (۲) شعراء میں اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ (۳) احزاب میں اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اور باقی جگہ بالاتفاق مقطوع ہے۔

(۱۵) حَيْثُ مَا: حَيْثُ ساتھ مَا کے صرف سورۂ بقرہ میں دو جگہ آیا ہے اور دونوں مقطوع ہیں۔

(۱۶) بِئْسَمَا: بِئْسَ ساتھ مَا کے صرف تین جگہ موصول ہے۔

دو بقرہ میں قُلْ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ تیسرا اعراف میں بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ اور باقی بِئْسَ مَا مقطوع ہے اور لَبِئْسَ ساتھ مَا کے ہر جگہ مقطوع ہے۔

(۱۷) لِكَيْلَا: كَيْ ساتھ لَا کے چار جگہ موصول ہے۔

(۱) آل عمران میں لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا (۲) حج میں لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا (۳) احزاب میں لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ (۴) حدید میں لِكَيْلَا تَاْسَوْا باقی ہر جگہ مقطوع ہے۔

(۱۸) مَالِ: لام جارہ اپنے مدخول سے موصول ہوتا ہے مگر چار جگہ مقطوع ہے (۱) نساء میں فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ (۲) کہف میں مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ (۳) فرقان میں مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ (۴) معارج میں فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔

(۱۹) يَوْمَ هُمْ: يَوْمَ ساتھ هُمْ ضمیر کے ہر جگہ موصول ہے جیسے مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ مگر دو جگہ مقطوع ہے۔

ایک مومن میں يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ دوسرے ذاریات میں يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ۔

(۲۰) وَيْكَاَنَّ: وَيْ ساتھ كَاَنَّ کے سورۂ قصص میں دو جگہ آیا ہے ایک وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ دوسرے وَيْكَاَنَّهٗ اور دونوں جگہ موصول مرسوم ہے۔

(۲۱) لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ جو سورۂ صٓ میں ہے اس کی تاء کو لفظ حِيْنَ کے ساتھ موصول لکھنے میں اختلاف ہے لیکن اکثر نے مقطوع نقل کیا ہے۔

(۲۲) کلمہ کَـالُوْا اور اَوْوَّ زَنُوْ ساتھ هُمْ ضمیر کے موصول ہے یعنی بعد واؤ جمع کے الف غیر مرسوم ہے مثل اُوْرِ ثْتُمُوْهَا کے۔

﴿ساتویں فصل﴾

تائے تانیث کا بیان

تائے تانیث اس تاء کو کہتے ہیں جو اسماء اور افعال کے آخر میں زائد ❶ ہوتی ہے لیکن افعال میں تاء تانیث ہمیشہ ساکن رہے گی یا مکسور ہوگی اور ہمیشہ دراز تاء لکھی جائے گی جس کو تاء مجرورہ یا تاء مطولہ کہتے ہیں جیسے سَمِعْتَ وغیرہ لیکن اسماء کے رسم میں اختلاف ہے کبھی تاء مجرورہ لکھی جاتی ہے اور کبھی گول تاء بشکل ہائے ہوز لکھی جاتی ہے جس کو تائے مربوطہ یا مدورہ کہتے ہیں۔

﴿قاعدہ﴾ اسمائے مؤنثہ بالتاء کبھی مضاف ہوتے ہیں اور کبھی مفرد اور اس مضاف کا مضاف الیہ کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے کبھی ضمیر پس مؤنث بالتاء مفرد کی تاء ہمیشہ مربوطہ مرسوم ہوگی جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وغیرہ اور مؤنث بالتاء مضاف کی تاء بھی مربوطہ ہوتی ہے مثلاً وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا سورۂ نحل کے۔

مگر چند کلمات میں چند جگہ تاء مجرورہ مرسوم ہے۔

(۱) رَحْمَتْ اس کی تاء صرف سات جگہ مجرورہ ہے۔

(۱) بقرہ میں اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ (۲) اعراف میں اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (۳) ہود میں رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ (۴) مریم میں ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ (۵) روم میں فَانْظُرْ اِلٰى اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ (۶) زخرف میں دو جگہ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ اور (۷) وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ.

---

❶ یعنی زائد عن المادہ ہوتی ہے۔ قاری محمد یامین مالی گانوی

(۲) نِعْمَتْ اس کی تاء گیارہ جگہ مجرورہ ہے۔

(۱) بقرہ میں وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ (۲) ابراہیم میں دوجگہ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (۳) وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (۴) نحل میں دوجگہ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ (۵) يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ (۶) وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ (۷) لقمان میں بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ (۸) فاطر اُذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (۹) طور میں بِنِعْمَتِ رَبِّكَ.

(۳) سُنَّتْ اس کی تاء صرف پانچ جگہ مجرورہ ہے۔

(۱) انفال میں فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ (۲) فاطر میں اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ (۳) فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (۴) وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (۵) مومن میں سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ۔

(۴) اِمْرَأَتْ اس کی تاء صرف سات جگہ مجرورہ ہے۔

(۱) آل عمران میں اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ (۲) یوسف میں اِمْرَأَتُ الْعَزِيْزِ (۳) قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيْزِ (۴) قصص میں وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ (۵) تحریم میں اِمْرَأَتَ نُوْحٍ (۶) اِمْرَأَتَ لُوْطٍ (۷) اِمْرَأَتَ فِرْعَوْنَ۔

(۵) مَعْصِيَتْ اس کی تاء دوجگہ صرف مجادلہ میں مجرورہ ہے ایک وَالْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ دوسرے وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا۔

(۶) لعنت اس کی تاء صرف دوجگہ مجرورہ ہے آل عمران میں فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اور نور میں وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۔

اسی طرح اعراف میں كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى اور ھود میں بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اور قصص میں قُرَّتُ عَيْنٍ اور روم میں فِطْرَتَ اللّٰهِ اور دخان میں اِنَّ شَجَرَتَ

الزَّقُّوْمِ اورواقعہ میں وَجَنَّتُ نَعِیْمٍ اورتحریم میں وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ کی تاء بھی مجرورہ ہے۔

﴿قاعدہ﴾ اگر تاء تانیث کسی ہائے ضمیر کی طرف مضاف ہوتو ہمیشہ تاء مجرورہ ہوگی جیسے رَحْمَتُهٗ عَلَیْكُمْ وغیرہ۔

﴿قاعدہ﴾ جس اسماء مؤنثہ بالتاء کے مفرد اور جمع پڑھنے میں قراء کا اختلاف ہے اس کی تاء ہمیشہ مجرورہ ہوگی اس قسم کے کلمات بارہ ہیں۔

(۱)انعام میں وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ (۲)یونس میں كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْا اور (۳)كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۴)یوسف میں اٰيٰتٌ لِّلسَّائِلِيْنَ (۵)وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيَابَتِ الْجُبِّ (۶)اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيَابَتِ الْجُبِّ (۷)عنکبوت میں لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (۸)مومن میں كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۹)سبا میں وَهُمْ فِى الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ(۱۰)فاطر میں فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ (۱۱)فصلت میں ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا(۱۲)مرسلات میں جِمَالَتٌ صُفْرٌ۔

﴿آٹھویں فصل﴾

حذف الف کا بیان

اس فصل میں الف عام ہے یعنی اس ہمزہ کو بھی شامل ہے جو بہ شکل الف مرسوم ہوتا ہے حذف الف کے مواقع بطور قواعد کے ذکر کئے جاتے ہیں:

﴿قاعدہ:﴾ (۱) جس کلمہ کے حذف اور اثبات میں قراء کا اختلاف ہوگا وہ کلمہ ہمیشہ محذوف مرسوم ہوگا جیسے قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ

(۲) الف ضمیر جمع متکلم جب کہ اس کے بعد کوئی ضمیر متصل ہو محذوف ہوگا جیسے اَنْجَیْنٰکُمْ۔ اٰتَیْنٰهُ۔ عَلَّمْنٰهُ۔ اَرْسَلْنٰكَ۔ اَنْشَئْنٰهُنَّ۔ فَجَعَلْنٰهُنَّ پس مثل اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وغیرہ کے الف محذوف نہ ہوگا۔

(۳) الف تثنیہ متوسطہ ہمیشہ محذوف ہوگا جیسے اِمْرَاَتٰنِ۔ رَجُلٰنِ اور وَمَا یُعَلِّمٰنِ یَحْکُمٰنِ اور اَبَوٰهُ وغیرہ۔

(۴) الف اسمائے عجمیہ کثیر الاستعمال محذوف ہوگا جیسے لُقْمٰنَ۔ عِمْرٰنَ۔ اِبْرٰهِیْمَ۔ اِسْمٰعِیْلَ۔ اِسْحٰقَ وغیرہ۔

(۵) الف اسماء عربیہ کثیر الدور محذوف ہوگا مثل سُلَیْمٰنَ۔ صٰلِحُ۔ مٰلِكِ۔ خٰلِدِیْنَ وغیرہ کے پس بوجہ قلت استعمال مثل طَالُوْتَ۔ جَالُوْتَ۔ یَاجُوْجَ وَ مَاجُوْجَ وغیرہ کے الفات محذوف نہ ہوں گے۔

اور چار اسماء کے حذف الف میں اختلاف ہے یعنی هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ۔ قَارُوْنَ۔ وَ هَامَانَ لیکن اکثر اثبات الف کے قائل ہیں اور اِسْرَآئِیْلَ کا الف اکثر مصاحف میں مرسوم ہے۔

(۶) الف جمع مذکر سالم کثیر الوقوع ہر جگہ محذوف ہوگا جیسے اَلْقٰنِتِیْنَ۔ اَلصّٰدِقِیْنَ۔ اَلصّٰبِرِیْنَ وغیرہ مگر جب کہ الف کے بعد ہمزہ یا کوئی حرف ضعیف مشدد آ جائے تو الف مرسوم ہوگا جیسے اَلسَّآئِلِیْنَ۔ وَالْقَآئِمِیْنَ۔ وَالضَّآلِّیْنَ لیکن ان دونوں صورتوں میں بعض نے اثبات الف میں اختلاف کیا ہے۔

(۷) الف جمع مؤنث سالم میں دونوں محذوف ہیں ایک الف فاعل دوسرے جمع کا جیسے وَالنّٰزِعٰتِ۔ وَالْعٰدِیٰتِ وغیرہ کے۔

(۸) الف بین اللامین ہر جگہ محذوف ہوگا جیسے خِلٰلٌ اور ظِلٰلٌ وغیرہ

(۹) الف یائے ندا اور ہائے تنبیہ کا ہر جگہ محذوف ہوگا جیسے یٰاَبَتِ - یٰاُخۡتَ - ھٰذَا اور ھٰٓؤُلَآءِ وغیرہ۔

(۱۰) جس کلمہ میں دو یا تین الف جمع ہوں تو ایک سے زائد ہر جگہ محذوف ہوگا اس لئے کہ اہل رسم کے نزدیک تماثل فی الرسم یعنی ایک کلمہ میں کسی شکل کا مکرر سہ کرر لکھنا جائز نہیں جیسے ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ - ءَاٰمَنۡتُمۡ - ءَاٰلِهَتُنَا اور ءٰٓالذَّكَرَيۡنِ وغیرہ

(۱۱) الف بعد باء کے تَبٰرَكَ - مُبٰرَكًا - مُبٰرَكَةً - الۡمُبٰرَكَةِ - بٰرَكۡنَا میں ہر جگہ محذوف ہے۔

﴿تنبیہ﴾ حروف تہجی کی ترتیب سے وہ محذوف الالف کلمات ذکر کئے جائیں گے جو کلام پاک میں بکثرت آئے ہیں۔

﴿تنبیہ:﴾ بیان رسم خط میں جو کلمات مذکور ہوتے ہیں ان کا حکم ان کی تعریف وتنکیر سے نہیں بدلتا۔

(۱۲) الف بعد تاء کے یَتٰمٰی اور لفظ کِتٰبِ میں ہر جگہ محذوف ہے مگر لفظ کِتَابٌ چار جگہ الف کے ساتھ مرسوم ہے۔

(۱) رعد میں لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ (۲) حجر میں كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ (۳) کہف میں مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ (۴) نمل میں تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيۡنٍ۔

(۱۳) الف بعد حاء کے اَصۡحٰبُ النَّارِ - اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ - سُبۡحٰنَ میں ہر جگہ محذوف ہے مگر قُلۡ سُبۡحٰنَ رَبِّيۡ جو سورۂ بنی اسرائیل میں ہے مختلف فیہ ہے۔

(۱۴) الف بعد راء کے تُرٰبًا میں ہر جگہ محذوف ہے مگر تین جگہ۔

(۱) رعد میں ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا (۲) نمل میں ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا (۳) نبا میں يٰلَيۡتَنِيۡ كُنۡتُ تُرَابًا میں حذف الف نہیں ہے۔

(۱۵) الف بعد سین کے مَسٰجِدَ - مَسٰكِيْنَ - مَسٰكِنِهِمْ اور سٰحِرٍ میں ہر جگہ محذوف ہے مگر ذاریات میں اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ کا الف مرسوم ہے۔

(۱۶) الف بعد صاد کے صٰعِقَةً اور نَصٰرٰى میں ہر جگہ محذوف ہے۔

(۱۷) الف بعد طاء کے سُلْطٰنٌ اور شَيْطٰنٌ میں ہر جگہ محذوف ہے۔

(۱۸) الف بعد عین کے تَعٰلٰى اور فَتَعٰلٰى میں ہر جگہ محذوف ہے۔

(۱۹) الف بعد لام کے غُلٰمٌ مفرد اور مثنیٰ کا ہر حالت میں ہر جگہ محذوف ہے اسی طرح سَلٰمٌ - بَلٰغٌ - بَلٰغًا - اَلسَّلٰسِلَ اور وَهُوَ الْخَلّٰقُ اور خَلٰٓئِفَ اور اِيْلٰفِ اور وَاللّٰعِنُوْنَ - اَللّٰعِنِيْنَ - اَللّٰتَ - اَللّٰتِيْ - اَللّٰٓئِيْ - مُلٰقُو اللّٰهِ - فَمُلٰقِيْهِ - مَلٰٓئِكَةِ - ثَلٰثَةَ - ثَلٰثَ - ثَلٰثِيْنَ - اُولٰٓئِكَ - اِلٰهُكُمْ - اِلٰهَةً اور لفظ لٰكِنْ جس طرح آئے ان سب کا الف ہر جگہ محذوف ہے۔

اور اَلْئٰنَ میں بھی الف ہر جگہ محذوف ہے مگر سورۂ جن میں فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ کا الف مرسوم ہے ایسا ہی اَلْئَيْكَةِ جو شعراء اور ص میں ہے اس میں دونوں جگہ بعد لام کے الف محذوف ہے مگر قٓ میں اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ کا الف مرسوم ہے۔

(۲۰) الف بعد میم کے اَلرَّحْمٰنُ اور سَمٰوٰتٍ میں ہر جگہ محذوف ہے۔

(۲۱) الف بعد واؤ کے سَمٰوٰتٍ میں ہر جگہ محذوف ہے مگر فصلت میں سَبْعَ سَمٰوَاتٍ کا الف مرسوم ہے۔

(۲۲) الف بعد ہاء کے اَنْهٰرُ میں ہر جگہ محذوف ہے۔

﴿فائدہ:﴾ لفظ اَيُّهَا میں بعد ہاء کے ہر جگہ الف مرسوم ہے مگر تین جگہ۔

(۱) نور میں اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ (۲) زخرف میں يٰاَيُّهَ السَّاحِرُ (۳) رحمٰن میں اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ کا الف محذوف ہے۔

(۲۳) الف بعد ہمزہ کے لفظ قُرْاٰنْ میں ہر جگہ مرسوم ہے مگر دو جگہ مختلف فیہ ہے۔

(۱) یوسف میں اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (۲) زخرف میں اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (۲۴) الف بعد یاء کے لفظ قِيٰمَة اور اٰيٰتِنَا میں ہر جگہ محذوف ہے، مگر یونس میں دو جگہ ایک اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ اور فِيْٓ اٰيٰتِنَا میں محذوف نہیں۔

﴿نویں فصل﴾

حذف واؤ کا بیان

واؤ چاہے اسم میں ہو یا فعل میں کہیں تماثل فی الرسم کی وجہ سے محذوف ہوگا اور کہیں بوجہ اجتماع ساکنین کے حذف واؤ سے محض ضمہ پر اکتفا ہوگا۔

جو واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے محذوف ہے وہ صرف چار کلموں میں آیا ہے۔

(۱) وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بنی اسرائیل میں، (۲) وَيَمْحُ اللّٰهُ شوریٰ میں (۳) وَيَدْعُ الدَّاعِ قمر میں۔ (۴) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ علق میں۔

علامہ دانیؒ کے نزدیک انہیں کلمات اربعہ کے مانند سورۂ تحریم میں بھی وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ کے حذف واؤ پر اتفاق ہے۔

اور جو واؤ تماثل فی الرسم کی وجہ سے محذوف ہوگا اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) یہ کہ کسی کلمہ میں دو واؤ اسلیہ بنائیہ ہوں جیسے دَاوٗدَ

(۲) یہ کہ ایک واؤ اصلیہ ہو اور ایک صورت ہمزہ جیسے تُـْٔوِيْ اور تُـْٔوِيْهِ اور مَسْـُٔوْلًا وغیرہ۔

(۳) یہ کہ ایک واؤ اصلیہ ہو اور دوسرا واؤ زائدہ جمع کا جیسے وَاِنْ تَلْوٗا اور وَلَا تَلْوٗنَ۔ لَا يَسْتَوٗنَ۔ الْغَاوٗنَ ان سب صورتوں میں ایک واؤ مرسوم ہوگا۔

﴿دسویں فصل﴾

حذف یاء کا بیان

یاء چاہے لام کلمہ کی ہو یا یائے متکلم ہو اکثر فواصل میں اور کہیں کہیں غیر فواصل میں جو ماقبل کے کسرہ پر اکتفا کر کے حذف کی گئی ہے وہ تمام قرآن کی سورتوں کی ترتیب کے مطابق بیان کی جاتی ہیں۔

بقرہ میں فَارْهَبُوْنِ ے - فَاتَّقُوْنِ ے - وَلَا تَكْفُرُوْنِ ے - دَعْوَةَ الدَّاعِ ے - اِذَا دَعَانِ ے - وَاتَّقُوْنِ ے يٰاُولِی الْاَلْبَابِ

آل عمران میں وَمَنِ اتَّبَعَنِ ے - وَاَطِيْعُوْنِ ے - وَخَافُوْنِ ے

نساء میں يُؤْتِ ے اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

مائدہ میں وَاخْشَوْنِ ے الْيَوْمَ اور وَاخْشَوْنِ ے وَلَا تَشْتَرُوْا

انعام میں يَقْضِ ے ❶ الْحَقِّ - وَتَذْهَبَانِ ے

اعراف میں ثُمَّ كِيْدُوْنِ ے - فَلَا تُنْظِرُوْنِ ے -

یونس میں وَلَا تُنْظِرُوْنِ ے - وَنُنْجِ ے الْمُؤْمِنِيْنَ۔ فَلَا تَسْئَلْنِ ے - ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ے - وَ تُخْسِرُوْنِ ے - وَ يَوْمَ يَاْتِ ے لَا تَكَلَّمُ

یوسف میں لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ے - فَاَرْسِلُوْنِ ے - وَلَا تَقْرَبُوْنِ ے - وَحَتّٰى تُؤْتُوْنِ ے

❶ یہ مثال موافق قراء ائمہ امام ابو عمرو بصریؒ و امام ابن عامر شامیؒ و امام حمزہؒ و امام کسائیؒ کی قراءت کے موافق ہے اس لئے کہ امام نافعؒ امام ابن کثیر مکیؒ اور امام عاصم کوفیؒ نے اس لفظ کو يَقُصُّ یعنی بجائے سکون قاف کے ضمہ اور بجائے ضاد مکسور کے صاد مشدد مضموم پڑھا ہے۔ محمد عنایت اللہ الاعظمیؒ

رعد میں اَلْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ے - وَ اِلَیْهِ مَتَابِ ے - فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ ے

ابراہیم میں وَخَافَ وَعِیْدِ ے - بِمَا اَشْرَکْتُمُوْنِ ے - وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ے

حجر میں فَلَا تَفْضَحُوْنِ ے - وَلَا تُخْزُوْنِ ے

نحل میں فَاتَّقُوْنِ ے - فَارْهَبُوْنِ ے -

بنی اسرائیل میں اَخَّرْتَنِ ے - فَهُوَ الْمُهْتَدِ ے

کہف میں فَهُوَ الْمُهْتَدِ ے - وَاَنْ یَّهْدِیَنِ ے - وَاِنْ تَرَنِ ے - وَاَنْ یُّؤْتِیَنِ ے - عَلٰی اَنْ تُعَلِّمَنِ ے - مَا کُنَّا نَبْغِ ے

طٰہٰ میں اَلَّا تَتَّبِعَنِ ے

انبیاء میں فَاعْبُدُوْنِ ے - فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ے - وَاَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ ے

حج میں وَالْبَادِ ے - فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ے - وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ ے

مومنون میں بِمَا کَذَّبُوْنِ ے - فَاتَّقُوْنِ ے - اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ے - رَبِّ ارْجِعُوْنِ ے - وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ے

اور شعراء میں اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ ے - اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ے - فَهُوَ یَهْدِیْنِ ے - وَیَسْقِیْنِ ے - ثُمَّ یُحْیِیْنِ ے اور کلمہ وَاَطِیْعُوْنِ (ے) آٹھ جگہوں میں اور اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ ے

نمل میں عَلٰی وَادِ ے النَّمْلِ - اَتُمِدُّوْنَنِ ے - فَمَا اٰتَانِ ے اللّٰهُ - حَتّٰی تَشْهَدُوْنِ ے

قصص میں اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ے - اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ ے

عنکبوت میں فَاعْبُدُوْنِ ے

روم میں بِهٰدِ ے الْعُمْیِ

سبا میں کَالْجِوَابِ ے - وَنَكِيْرِ ے

فاطر میں وَنَكِيْرِ ے

یٰسٓ میں اِنْ يُّرِدْنِ ے - وَلَا يُنْقِذُوْنِ ے - فَاسْمَعُوْنِ ے

صافات میں سَتُرْدِيْنِ ے - اِلٰى رَبِّكَ سَيَهْدِيْنِ - صَالِ ے الْجَحِيْمِ

صٓ میں عَذَابِ ے - فَحَقَّ عِقَابِ ے

زمر میں يَا عِبَادِ ے - فَاتَّقُوْنِ ے - فَبَشِّرْ عِبَادِ ے

مومن میں عِقَابِ ے - يَوْمَ التَّلَاقِ ے - يَوْمَ التَّنَادِ ے - يقَوْمِ اتَّبِعُوْنَ ے

شوریٰ میں الْجَوَارِ ے

زخرف میں سَيَهْدِيَنِ ے - وَاتَّبِعُوْنِ ے - وَاَطِيْعُوْنِ ے

دخان میں اَنْ تَرْجُمُوْنِ ے الْمُنَادِ ے

دوجگہ وَعِيْدِ ے

ذاریات میں لِيَعْبُدُوْنِ ے - اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ے - فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ے

قمر میں فَمَا تُغْنِ ے النُّذُرِ - يَدْعُ الدَّاعِ ے - مُهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّعِ ے -

اور چھ جگہ نُذُرِ ے

رحمٰن میں وَلَهُ الْجَوَارِ ے

ملک میں نَذِيْرِ ے - نَكِيْرِ ے

نوح میں وَاَطِيْعُوْنِ ے

مرسلات میں فَكِيْدُوْنِ ے

کورت میں اَلْجَوَارِ ے الْكُنَّسِ

فجر میں اِذَا يَسْرِ ے - وَبِالْوَادِ ے - اَكْرَمَنِ ے - اَهَانَنِ ے

کافرون میں وَلِیَ دِیْنِ ہے ان سب کلمات مذکورہ کی یاء محذوف ہے۔

﴿فائدہ:﴾ بعض نے ان یاءات محذوفات کے علاوہ اور پانچ کلمات کو بھی یائے محذوفہ میں شمار کیا ہے۔ طٰہٰ میں بِالْوَادِ ہے الْمُقَدَّسِ طُوًی اور شعراء میں مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ہے اور قصص میں الْوَادِ ہے الْاَیْمَنِ ہے اور ق میں وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ ہے اور نازعات میں بِالْوَادِ ہے الْمُقَدَّسِ طُوًی۔

﴿قاعدہ:﴾ یاء متکلم ہر منادیٰ سے محذوف ہوگی جیسے یٰعِبَادِ اور یٰقَوْمِ وغیرہ مگر زمر اور عنکبوت میں یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ کی یاء متکلم ہر منادیٰ سے محذوف نہیں اور یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ زخرف میں مختلف فیہ ہے۔

﴿قاعدہ:﴾ جو یائے منونہ بسبب کسرہ ماقبل کے ساکن کی گئی ہو وہ ہر جگہ محذوف ❶ ہوگی مثل غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ۔ مِنْ وَّالٍ۔ غَوَاشٍ وغیر ذلک۔

﴿قاعدہ:﴾ جس کلمہ میں دو یاء ہوں گی اس سے بوجہ تماثل ایک یاء محذوف ہوگی جیسے یُحْیِ اور یَسْتَحْیِ وغیرہ۔

﴿فائدہ:﴾ بقرہ میں جس قدر اِبْرٰهٖمَ ہیں بعد ھاء کے ان سب کی یاء غیر مرسوم ہے اسی طرح الٰفِهِمْ میں بعد ہمزہ کے یاء محذوف ہے جس طرح اس کے لام کے بعد الف محذوف ہے۔

﴿گیارہویں فصل﴾

زیادت اور اثبات الف کا بیان

جو الف ❷ زائد عن اللفظ مرسوم ہو اس کو اثبات الف کہتے ہیں۔

---

❶ یہ حذف بوجہ اجتماع ساکنین بین الیاء والتنوین ہے۔ محمد حسین مالیگانویؒ

❷ خواہ زائد عن المعنی ہو جیسے یَدْعُوْا اور لِشَایْءٍ اور لَا اَذْبَحَنَّهٗ یا زائد عن المعنی نہ ہو جیسے واؤ جمع مثلاً قَالُوْا اور لٰکِنَّا وغیرہ۔ قاری احمد ضیا ابن المصنفؒ

﴿قاعدہ﴾ اگر واؤ جمع کے بعد ضمیر نہ ہو تو اس کے بعد الف ہر جگہ مرسوم ہوگا۔

جیسے قَالُوْا اور وَاطْمَئَنُّوْا بِهَا وغیرہ مگر جَآءُوْ اور وَبَآءُوْ میں واؤ جمع کے بعد الف محذوف ہوگا اسی طرح بقرہ میں فَاِنْ فَاءُوْ اور فرقان میں وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا اور سبا میں وَالَّذِيْنَ سَعَوْ اور حشر میں تَبَوَّؤ الدَّارَ میں بھی بعد واؤ کے الف محذوف ہوگا۔

﴿قاعدہ﴾ جو ہمزہ بہ شکل واؤ مرسوم ہے اس واؤ کے بعد الف زائد مرسوم ہے۔

جیسے فِيْكُمْ شُرَكَؤُا انعام میں اور اَمْ لَهُمْ شُرَكَؤُا شوریٰ میں۔ ایسے ہی فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْبَؤُا انعام میں اور شعراء میں۔ اسی طرح عُلَمَؤُا بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ شعراء میں اور مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَؤُا فاطر میں ایسا ہی اَلضُّعَفَؤُا اور فِيْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَؤُا اور غافر میں وَمَا دُعَؤُا الْكَافِرِيْنَ اور روم میں شُفَعَؤُا اور صافات میں اَلْبَلَؤُا الْمُبِيْنُ اور دخان میں بَلَؤٌا مُّبِيْنٌ اور ممتحنہ میں اِنَّا بُرَآؤُا مِنْكُمْ میں بھی بعد واؤ کے الف مرسوم ہے۔

لیکن اَبْنَؤُا میں اختلاف ہے یعنی بعض میں اسی طرح مرسوم ہے اور بعض میں بجائے واؤ کے الف مرسوم ہے۔

اسی طرح لفظ جَزَآؤُا یہ سات جگہ آیا ہے۔

(۱) جَزَآؤُا السَّيِّئَةِ شوریٰ میں (۲) اِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِيْنَ۔ (۳) وَذٰلِكَ جَزَآؤُا الظّٰلِمِيْنَ یہ دونوں مائدہ میں (۴) وَذٰلِكَ جَزَآؤُا الظّٰلِمِيْنَ حشر میں (۵) جَزَآؤُا الْمُحْسِنِيْنَ زمر میں (۶) جَزَآؤُا الْحُسْنٰى کہف میں۔ (۷) وَذٰلِكَ جَزَآؤُا مَنْ تَزَكّٰى لیکن آخر کے تین کلمات میں بین الالف بعض مصاحف میں واؤ لکھا ہے اور بعض میں نہیں لکھا گیا ہے۔

﴿قاعدہ﴾ صیغہ واحد میں بعد واؤ اصلیہ کے ہر جگہ الف مرسوم ہوگا جیسے يَدْعُوَا - لِيَبْلُوَا وغیرہ مگر نساء میں عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ میں بلا الف مرسوم ہے۔

﴿قاعدہ﴾ ہمزہ وصل بہ شکل الف ہر جگہ ثابت اور مرسوم ہوگا مگر پانچ مواقع میں محذوف یعنی غیر مرسوم ہوگا۔

(۱) لفظ بِسْمِ اللّٰهِ میں

(۲) جب ہمزہ وصل پر لام تاکید یا لام جارہ داخل ہو مثلاً لِلَّذِيْنَ - لِلّٰهِ اور وَلَلدَّارِ وغیرہ

(۳) ہمزہ وصل سَئَلَ يَسْئَلُ کے امر کا جب بعد واؤ یا فاء کے واقع ہو مثلاً وَاسْئَلُوْا - فَسْئَلُوْا وغیرہ (۴) ہمزہ وصل مکسور بعد ہمزہ استفہام کے مثلاً اَتَّخَذْتُمْ - اَفْتَرٰى - اَسْتَكْبَرْتَ وغیرہ کے اور بعد ہمزہ استفہام ہمزہ وصل مفتوح مثلاً آٰلْئٰنَ - آٰلذَّكَرَيْنِ - آٰللّٰهُ میں حذف اور اثبات کی بابت اختلاف ہے۔ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اثبات اوجہ ہے۔

(۵) قبل ہمزہ اصلی ساکنہ کے جب ہمزہ وصل واؤ یا فاء کے بعد واقع ہو تو محذوف الرسم ہوگا مثلاً وَاْتُوا الْبُيُوْتَ اور فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ وغیرہ۔

﴿قاعدہ:﴾ منصوب منون ہر جگہ بشکل الف مرسوم ہوگا جیسے عَلِيْمًا - حَكِيْمًا وغیرہ مگر جب ہمزہ متطرفہ منصوب منون واقع ہو تو تماثل فی الرسم کی وجہ سے منصوب منون کا الف محذوف ہوگا جیسے مُتَّكَاً - مَلْجَاً - غُثَآءً - جُفَآءً وغیرہ۔ مگر شَيْئًا میں چونکہ ہمزہ محذوف ہے اس وجہ سے منصوب منون بشکل الف ہے اسی طرح تائے تانیث میں منصوب منون بہ شکل الف نہ ہوگا جیسے رَحْمَةً وغیرہ۔

﴿فائدہ زائدہ:﴾ اگرچہ وقف تابع رسم خط کے ہے لیکن موافقت باب کی وجہ سے مَلْجَاً - جُفَآءً پر بھی مثل عَلِيْمًا وغیرہ کے وقف الف ہی کے ساتھ مرسوم ہوگا۔

﴿فائدہ:﴾ کہف میں لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ اور احزاب میں اَلظُّنُوْنَا - اَلرَّسُوْلَا - اَلسَّبِيْلَا اور دہر میں سَلٰسِلَا اور پہلا قَوَارِيْرَا ان سب میں بالاتفاق الف مرسوم ہے اور ثانی قَوَارِيْرَا میں اختلاف ہے۔

لُــؤْلُــؤًا میں بعد واؤ متطرفہ کے صرف حج میں بالاتفاق الف مرسوم ہے اور فاطر و دہر میں اختلاف ہے یعنی بعض اہل رسم الف کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور بعض بغیر الف کے۔

ثَمُوْدَا سورۂ ہود اور فرقان اور عنکبوت اور نجم میں بعد دال کے الف مرسوم ہے۔

مِائَةَ اور مِائَتَيْنِ میں بعد میم کے بالاتفاق الف مرسوم ہے لیکن فِئَةً اور فِئَتَيْنِ بلا الف مرسوم ہیں اور وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَاىْءٍ میں بعد شین کے الف مرسوم ہے۔

اسی طرح لَا اِلَى اللّٰهِ اور لَا اِلَى الْجَحِيْمِ اور لَا اَذْبَحَنَّهٗ اور لَا اَنْتُمْ اور لَا اَوْضَعُوْا میں بعد لام الف کے اور اَنْ تَبُوْءَ ا میں بعد ہمزہ کے اسی طرح الرِّبٰوا میں بھی بعد واؤ کے الف زائد ہے۔

﴿بارہویں فصل﴾

اثبات یاء کا بیان

جن کلمات میں خلاف قاعدہ یاء زائد لکھی گئی ہے اس کو اثبات یاء کہتے ہیں۔

جیسے آل عمران میں اَفَائِنْ مَّاتَ اور انعام میں مِنْ نَّبَائِ الْمُرْسَلِيْنَ اور یونس میں مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اور نحل میں اِيْتَائِ ذِى الْقُرْبٰى اور طٰہٰ میں اٰنَآئِ الَّيْلِ اور انبیاء میں اَفَائِنْ مِّتَّ اور شعراء میں مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اور روم میں بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ اور لِقَآئِ الْاٰخِرَةِ اور ذاریات میں بِاَيْيدٍ وَّ اِنَّا اور نٓ میں بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنَ ان سب میں بعد الف کے یاء زائد مرسوم ہے۔

اور مَلَائِـهٖ وَمَلَائِهِمْ میں بعد ہمزہ کے یاء مرسوم ہے اسی طرح الّٰـئِ تُظٰهِرُوْنَ اور وَالّٰئِىْ يَئِسْنَ اور وَالّٰئِىْ لَمْ يَحِضْنَ۔ اِلَّا الّٰئِىْ میں بعد ہمزہ کے یاء مرسوم ہے۔

﴿تنبیہ﴾ مِنْ نَبَاءِ مُوْسٰى اور اِيْتَآءِ الزَّكٰوةَ جو قصص میں ہے اور مِنْ وَّرَآءِ

حِجَابٍ جواحزاب میں ہے بحذف الیاء مرسوم ہے۔

﴿فائدہ:﴾ اگر چہ تماثل فی الرسم کی وجہ سے بجائے دو یاء کے ایک یاء لکھی جاتی ہے لیکن اس قاعدہ سے چند کلمات مستثنیٰ ہیں (۱) عِلِّيِّيْنَ (۲) هَيِّئْ (۳) يُهَيِّءْ (۴) وَمَكْرَ السَّيِّئِ اور (۵) اَفَعَيِيْنَا۔

اسی طرح يُحْيِيْكُمْ۔ يُحْيِيْهَا۔ يُحْيِيْنَ جو ساتھ ضمیر کے واقع ہو۔

اسی طرح لفظ بِسَيِّئَةٍ اور السَّيِّئَةُ اور اٰخَرَ سَيِّئًا معرفہ ہو یا نکرہ ان سب میں دو یاء مرسوم ہوں گی۔

﴿تنبیہ:﴾ اس فائدہ میں کہیں ایک یاء اصلی دوسری جمع کی ہوگی اور کہیں ایک یاء اصلی دوسری صورت ہمزہ ہوگی۔

﴿تیرھویں فصل﴾

ابدال حرف کا بیان

ابدال حرف کی دو صورتیں ہیں:

(اول) یہ کہ بجائے الف کے واؤ مرسوم ہو۔

(دوم) یہ کہ بجائے الف کے یاء مرسوم ہو۔

یہ ابدال باعتبار تلفظ کے ہوتا ہے اور اس کی رسم باعتبار اصل کے ہوتی ہے اسی وجہ سے یہ رسم غیر قیاسی ہے اگر چہ بلحاظ تغیر تام ہونے کے اصل یہ ہے کہ جب ابدال باعتبار تلفظ کے ہو تو باعتبار رسم کے بھی ہو لیکن یہ رسم قیاسی ہے جیسے عَفَا۔ خَلَا اور اِنَّ صَلَاتِيْ وغیرہ اس وجہ سے یہ رسم محتاج بیان نہیں ہے۔

ابدال غیر قیاسی کے دو قاعدے ہیں۔

(۱) جو الف واؤ سے بدلا ہوا ہوتا ہے اور واؤ کی شکل میں لکھا جاتا ہے اسی وجہ سے چار

کلمات یعنی صَلٰوۃ- زَکٰوۃ- حَیٰوۃ- رِبٰوا چاہے معرف باللام ہوں یا غیر معرف ہر جگہ واؤ کی شکل میں لکھے جائیں گے۔

لیکن صَلٰوۃ اور حَیٰوۃ جب کسی ضمیر کی طرف مضاف ہوں گے تو الف کے ساتھ مرسوم ہوں گے جیسے اِنَّ صَلَاتِیْ- صَلَاتِكَ اور حَیَاتِیْ وغیرہ پس یہ دونوں جب کسی اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں گے تو بشکل واؤ مرسوم ہوں گے مثل صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ وغیرہ کے۔

﴿فائدہ﴾ ان کلمات اربعہ کے علاوہ چار کلمات اور بھی ہیں کہ جن میں بجائے الف کے واؤ مرسوم ہے یعنی لفظ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ اور نور میں لفظ مِشْکٰوۃٍ اور مومن میں اَلنَّجٰوۃِ اور نجم میں مَنٰوۃَ۔

(۲) جو الف یاء سے بدلا ہوا ہوتا ہے وہ یاء کی شکل میں لکھا جاتا ہے چاہے اسماء میں ہو یا افعال میں اور اسماء معرف ہوں یا غیر معرف جیسے یُتْلٰی- یُدْعٰی- اٰتٰـکُمْ- اَرٰىکُمْ- مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اور مُوْسٰی- عِیْسٰی- بُشْرٰی- اَلْحُسْنٰی- اَلْعُسْرٰی- اَزْکٰی- اَدْنٰی- اَرْبٰی وغیرہ۔

لیکن اس قاعدہ سے پانچ کلمات مستثنیٰ ہیں (۱) وَمَنْ عَصَانِیْ ابراہیم میں (۲) اَنَّهٗ مَنْ تَـوَلَّاهُ حج میں (۳) اَلْاَقْـصَـا معرف اسرا میں اور غیر معرف دو جگہ صرف قصص میں (۴) سِیْمَاهُمْ فتحنا میں (۵) طَغَا الْمَآءُ حاقہ میں ان سب کلمات کے الفات بصورت الف مرسوم ہیں۔

﴿تنبیہ﴾ جب الف یائی بعد یاء کے واقع ہو تو یہ الف بصورت الف مرسوم ہوگا جیسے دُنْیَا- الْعُلْیَا- اَلرُّءْیَا- اَلْحَوَایَا- فَاَحْیَا بِهٖ- اَحْیَاکُمْ وغیر ذلک۔

﴿فائدہ﴾ کِلْتَا الْجَنَّتَیْنِ اور رُسُلَنَا تَتْرَا میں بالاتفاق الف مرسوم ہے۔

﴿فائدہ﴾ تمام مصاحف میں اِلٰـی- حَتّٰـی- عَلٰـی یاء کے ساتھ مرسوم ہیں اسی طرح یٰوَیْلَتٰی- یٰحَسْرَتٰی- یٰاَسَفٰی- اَنّٰی بمعنی کیف اور مَتٰی- عَسٰی- بَلٰی

کے الفات بھی ہر جگہ یاء کے ساتھ مرسوم ہیں اور لَدَای صرف لَدَی الْحَنَاجِرِ غافر میں مختلف فیہ ہے یعنی بعض نے یاء کے ساتھ نقل کیا ہے اور بعض نے الف کے ساتھ اور لَـدَا الْبَـابِ جو یوسف میں ہے الف کے ساتھ مرسوم ہے۔

﴿فائدہ:﴾ جو واؤ یاء سے رسماً بدل کر الف کے ساتھ پڑھا جائے وہ یاء کی شکل میں لکھا جاتا ہے اسی وجہ سے گیارہ کلمات یعنی بَاْسُنَا ضُحًى اعراف میں اور وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى طٰہ میں اور مَا زَكٰى نور میں اور ضُحٰهَا۔ دَحٰهَا نازعات میں اور ضُحٰهَا۔ تَلٰهَا۔ طَحٰهَا شمس میں اور وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى اور الْقُوٰى جہاں آئے یہ سب یاء کی شکل میں لکھے جائیں گے پس جو واؤ الف سے بدلا ہوا ہو وہ الف ہی کے ساتھ مرسوم ہوگا چاہے اسم ہو یا فعل جیسے اَلصَّفَا وغیرہ۔

﴿چودھویں فصل﴾

لام کا بیان

﴿قاعدہ:﴾ اَلَّذِىْ۔ اَلَّذِيْنَ۔ اَلَّذَانِ۔ اَلَّيْلِ۔ اَلَّتِىْ۔ اَلّٰئِىْ میں کثیر الدور ہونے کی وجہ سے تخفیفاً ہر جگہ بجائے دو لام کے ایک ہی لام لکھا جائے گا جیسے اَلَّـذِيْـنَ اَضَـلّٰـنَـا۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى۔ وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ۔ اَلَّتِىْ اَحْصَنَتْ وَالّٰتِىْ يَئِسْنَ

ان کے علاوہ اگر کسی کلمہ میں دو لام ہوں گے تو دونوں لکھے جائیں گے جیسے اَلـلّٰـعِـنُوْنَ۔ اَللَّطِيْفُ۔ اَللّٰهُمَّ وغیرہ۔

تَمَّتْ بِعَوْنِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ آمین يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

﴿تقریظات﴾

استاذ القراء والمجودین شیخ قاری مقری محمد ضیاء الدین صدیقیؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ پاک کی حمد وثنا سے زبان وقلم عاجز ہے جس نے ہم کو خاتم المرسلین رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی امت مرحومہ میں پیدا فرمایا اور ہماری ہدایت کے لئے ایک جامع قانون قرآن پاک نازل فرمایا جس کی نظم اور فصاحت و بلاغت اور اخبار ماضیہ وآیۃ وغیرہ سب معجز ہیں، خصوصاً رسم خط عثمانی جو منجملہ متشابہات قرآنی ہے لَا يَعۡلَمُ تَاۡوِيۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ جس کی صحت پر ہر قرآءت اور ہر روایت کی صحت کا مدار ہے یہ ایک عجیب رسم ہے کہ اسی ایک رسم خط سے جملہ قرآءات متواترہ مشہورہ سبعہ وعشرہ سب صحیح پڑھی جاتی ہیں اس خط کے خلاف کوئی قرآءت معتبر نہیں اسی وجہ سے یہ رسم خط منجملہ ارکان قرآن ہے۔ حضرت امام احمد ابن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ "يحرم مخالفة خط مصحف عثمانؓ في واو اوياء او الف او غير ذلك" حالانکہ کثرت سے ملفوظ مطابق مکتوب غلط صریح ہو جاتا ہے سچ ہے خطان لا يقاسان خط القوافي وخط القرآن بہرحال اس رسم خط پر پوری امت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء عظام رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع ہے جس کی اہمیت فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَجۡتَمِعُ اُمَّتِیۡ عَلٰی ضَلَالَةٍ سے واضح ہے۔ فن رسم خط میں کتب عربیہ مقنع ورائیہ وغیرہ بہت سی ہیں مگر اردو زبان میں کوئی کتاب اس فن شریف کی باوجود حاجت شدیدہ نظر سے نہیں گزری۔

الحمد للہ والمنہ کہ اس حاجت کو میرے چھوٹے لڑکے حافظ قاری مولوی محب الدین احمد سلمہ ربہ مدرس مدرسہ سبحانیہ الہ آباد نے پورا کیا اور اصول رسم خط میں ایک رسالہ موسوم بہ "معرفۃ الرسوم" جو ہدیۂ ناظرین ہے باوجود قلت فرصت کے ایک عجیب ترتیب سے مرتب کیا

جس کو میں نے من اولہ الی آخرہ دیکھا اور کتاب مقنع علامہ دانی علیہ الرحمۃ کے مطابق پایا۔ والحمد للہ علی ذلک

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست

آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

اللہ پاک اس کو قبول فرمائیں اور اس کے مؤلف کو دارین میں جزاء خیر دیں اور اس فن کے دوسرے جزو فروش کے تالیف و تکمیل کی توفیق عنایت فرمائیں (حضرتؒ کے فرمان کے مطابق کتاب میں فروش کے بیان کا اضافہ بھی کیا جا رہا ہے جو تقریظات کے فوراً بعد ہیں۔ یہ اضافہ راقم نے حضرت استاذ المکرم الشیخ القاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتھم کی کتاب ''نفائس البیان'' سے لیا ہے۔ قاری نجم الصبیح التھانوی عفی عنہ) آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ اجمعین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

یوم یکشنبہ ۱۰ اجمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ ہجری حررہ العبد الضعیف ضیاء الدین احمد غفرلہ

مولانا قاری محمد عبد الکافی صاحبؒ مہتمم مدرسہ سبحانیہ الہ آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا یہ کتاب معرفة الرُّسوم میں نے اول سے آخر تک سنی' علاوہ مسائل صحیح ہونے کے عبارت مضمون بھی ماشاء اللہ بہت دلچسپ ہے اس کتاب کی بہت زیادہ ضرورت تھی اس پر قرآن شریف کی صحت موقوف ہے کہیں پر غلطی ہو جانے سے کفر عائد ہو جاتا ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی جیسے لَا اِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ وغیرہ اور اس فن کے فوائد بہت کچھ ہیں ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ بغیر تعلم و تعلیم کے کلام مجید کسی کو آ نہیں سکتا اور نہ کوئی غیر اس کے پڑھنے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کے محفوظ رہنے کی یہ بھی ایک قوی وجہ ہو سکتی ہے اللہ

تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور مؤلف کو جزائے خیر عطا کرے اور ان کے علم وعمل اور حیات میں برکت دے۔ آمین ثم آمین

کتبہ فقیر محمد عبدالکافی عفی عنہ مہتمم مدرسہ سبحانیہ وامام جامع مسجد چوک الہ آباد

قطعات تاریخ:

(۱) قطعہ تاریخ طبع از طبع عالی تاج الشعراء ناخدائے سخن حضرت نوح ناروی مدظلہ العالی

ہوگئی تالیف کیا اچھی کتاب — قاری و حافظ پڑھیں گے بے گماں

یہ ہے تحفہ اہل دیں کے واسطے — نوح لکھ تاریخ ''جان ارمغاں''

۱۳۴۶ھ

(۲) قطعہ تاریخ طبع من تصنیف منشی نثار احمد خان المتخلص بہ نثار بارہ بنکوی خوشنویس

حبذا قاری محب الدین نوشت — نسخہ رسم الخط ام الکتاب

حافظ و قاری ضیاء الدین کہ او — از ضیاء شد چرخ دیں را آفتاب

از انتساب خاص وفیض عام او — شد مولف و را ماثل انتخاب

نسخہ مفتاح قرآن حکیم — خواندنش بر دل نماید فتح باب

سال طبع اور روی طبع شد — ایں چنیں ''باد اپسند شیخ و شاب''

۹ — ۹+۱۳۳۷=۱۳۴۶ھ

فرش الحروف

سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الاعراف

صِرَاطِ- الصِّرَاطِ : پورے قرآن میں بالصاد لکھے جاتے ہیں-

لفظ صِرَاطِ قرآن میں پینتالیس مقام پر آیا ہے- اصل میں یہ لفظ سِرَاطِ سین کے ساتھ ہے- طاء کی مجاورت کی وجہ سے سین صاد سے بدلا اہل زبان کے لیے مثل اصل لغت کے ہوگیا تقبل جو بالسین پڑھتے ہیں تو یہ قرآءت رسم کے خلاف نہ کہی جائے گی کیونکہ سین اصل ہے اور ظاہری رسم سے ہٹ کر رجوع الی اصل اللغت متعدد مواقع پر ثابت ہے-

مٰلِکِ حذف الف سے لکھے جاتے ہیں-

تمام قرآن میں لفظ مالِکِ بالالف صرف تین جگہ (فاتحہ- آل عمران- زخرف) میں پڑھا جاتا ہے اول میں اختلاف قرآءت ہے باقی دو میں باتفاق الف ہے- باقی سب جگہ اس کی قرآءت بغیر الف ہی ہے-

فَادّٰرَءْتُمْ : (بقرۃ ع ۹) پہلے الف کے بعد فا سے متصل ہے اور ہمزہ وصلی کی صورت میں ان دونوں الفات کا حذف-

مَسٰکِیْنَ : بالحذف الالف

لفظ مَسٰكِيْنَ قرآن میں بارہ جگہ وارد ہے ان تمام میں حذف الف ہے البتہ سورۃ المائدہ کے دوسرے مَسٰكِيْنَ میں نصیرؒ نے خلف روایت کیا ہے اور نافعؒ سے حذف ہی ہے۔

يُخٰدِعُوْنَ : بالحذف الالف ہی پورے قرآن میں وارد ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ- وَلَا تُقٰتِلُوهُمْ- يُقٰتِلُوْكُمْ- قٰتَلُوْكم : (بقرۃ ع۲۴) یہ چاروں کلمات بالحذف الالف ہیں۔

وَيَبْصُطُ : (بقرۃ ع۳۲) بِمُصَيْطِرٍ (غاشیہ) اَلْمُصَيْطِرُوْنَ (طور ع ۲) بالصاد لکھے جاتے ہیں۔ نیز بَصْطَةً (اعراف ع۹) بھی بالصاد ہے۔

يَبْصُطُ اس جگہ کے علاوہ باقی قرآن میں ہر جگہ اصل کے مطابق بالسین ہے اور ان حروف کو بالصاد لکھنے کی وجہ صِرَاطِ میں بیان ہو چکی ہے۔

اِهْبِطُوْا مِصْرًا: (بقرہ ع۷) تمام مصاحف میں بالالف ہے۔

مِيْكٰلَ : حذف الف کے ساتھ ہے (بقرہ ع۱۲) اور یہ شمول قرآءت کے لیے ہے۔

وٰعَدْنَا: حذف الف کے ساتھ (بقرہ ع۶- اعراف ع۱۷- طٰہٰ ع۴) وارد ہے۔

خَطِيْئَتُهٗ : طا اور ھاء کے درمیان دو شوشے ہیں اول یاء کا اور دوسرا تاء کا ہے

اور ہمزہ ساکن ہونے کی بنا پر اور الف شمول کی غرض سے محذوف ہے۔ (بقرہ ع ۹)

خَطٰیٰکُمْ : (بقرہ ع ٦) خَطٰیٰنَا۔ خَطٰیٰهُمْ میں الفات محذوف الشکل ہیں۔

اَلصّٰعِقَةُ۔ الرِّیٰحِ (بقرہ ع ٦ و ع ۲۰) میں حذف الف ہے۔ اور یہ شمول قرآءت کے لیے ہے۔

ذیل میں ہم قراء عشرہ کا اَلرِّیٰحِ اور اَلرِّیٰحِ کا اختلاف جدول کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ (بشکریہ ایضاح المقاصد)

جدول القراءات العشر فی الریح والریاح

العدد	ایات وسور	سورہ	القارون جمعاً	القارون مفردا
۱	و تصریف الریاح	بقرہ	نافع، مکی، بصری، شامی، عاصم، ابوجعفر، یعقوب	حمزہ، کسائی، خلف
۲	وتذروہ الریاح	کہف	ایضاً	حمزہ، کسائی، خلف
۳	و تصریف الریاح	جاثیہ	ایضاً	حمزہ، کسائی، خلف
۴	ومن یرسل الریاح بشرا	نمل	نافع، بصری، شامی، عاصم، ابوجعفر، یعقوب	مکی، حمزہ، کسائی، خلف
۵	وھو الذی یرسل الریاح	اعراف	نافع، بصری، شامی، عاصم، ابوجعفر، یعقوب	ایضا

العدد	ایات وسور	سورہ	القارؤن جمعاً	القارون مفردا
٦	اللہ الذی ارسل الریاح	روم ثانی	نافع، بصری، شامی، عاصم، ابوجعفر، یعقوب	خلف
۷	واللہ الذی ارسل الریاح	فاطر	ایضاً	ایضاً
۸	وارسلنا الریاح لواقح	حجر	نافع، مکی، بصری، شامی، عاصم، کسائی، ابوجعفر، یعقوب	حمزہ، خلف
۹	اشتدت به الریح	ابراہیم	نافع، ابوجعفر	مکی، بصری، شامی، عاصم، حمزہ، کسائی، یعقوب، خلف
۱۰	ان یشا یسکن الریح	شوریٰ	نافع، ابوجعفر	ایضاً
۱۱	یرسل الریاح بشرا	فرقان	نافع، بصری، عاصم، حمزہ، کسائی، ابوجعفر، یعقوب، خلف	مکی
۱۲	ومن ایاته ان یرسل الریاح	روم اول	کلہم العشر	X
۱۳	اذا ارسلنا علیہم الریح العقیم	ذاریات	X	کلہم العشر
۱۴	قاصفا من الریاح	اسراء	ابوجعفر	کلہم السبعۃ و یعقوب وخلف
۱۵	ولسلیمان الریح عاصفة	انبیاء	ابوجعفر	ایضاً

العدد	آیات وسور	سورہ	القارؤن	القارون مفردا
۱٦	اوتهوى به الريح	حج	خلف لابی جعفر	خلف لابی جعفر۔ باقین
۱۷	ولسليمان الريح غدوها	سبا	ابوجعفر	کلھم السبعۃ و یعقوب وخلف
۱۸	فسخرناله الريح	ص	ابوجعفر	ایضاً

تُفٰدُوْهُمْ (بقرہ ع ۱۰) حذف الف سے ہے۔ اور یہ شمول قرآءات کے واسطے ہے۔

تَظٰهَرُوْن – اُسٰرٰی: (بقرہ ع۹) اَلْيَتٰمٰى تینوں حذف الف سے ہیں۔

دِفٰعُ اللّٰه : (بقرہ ع۳۳–حج ع٦) حذف الف سے ہے۔ اور یہ شمول قرآءات کے واسطے ہے۔

فَرِهٰنٌ : (بقرہ ع۳۹) مُضٰعَفَةً (آل عمران ع۱۴) عٰهَدُوْا (بقرہ ع۱۲۔ ع۲۲) تَشٰبَهَ (بقرہ ع ۸) یہ سب کلمات بھی بالحذف ہیں۔ اول الذکر تین میں حذف الف شمول قرآءت کے لیے اور آخر الذکر ایک میں اختصار کے لیے ہے۔

مگر تَشَابَهَ (آل عمران ع۱) والا باثبات الف ہے۔

يُضٰعَفُ : (جس کیفیت پر بھی آئے) یعنی فَيُضَاعِفَهُ لَهُ (البقرہ) وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (البقرہ) يُضَاعَفُ لَهُمُ العذاب (ہود)

فَيُضَاعِفَهُ لَهُ اور يُضَاعِفُ لَهُمْ (الحدید) میں ہر جگہ حذف الف ہے اور بعض نے خلف کہا ہے۔ كِتَبِهٖ (بقرہ ع ۲۰) بالخلف ہے۔

كِتَابٌ میں چار جگہ الف کا اثبات (رعد ع ۶ - حجر ع ۱ - کہف ع ۴ کا دوسرا - نمل ع ۱ کا پہلا) بقایا میں حذف الف ہے۔

اِبْرٰهٖمُ : حذف الف کے ساتھ۔

سورۃ البقرہ میں لفظ اِبْرَاهِيْمَ پندرہ جگہ ہے اس کی رسم مصحف کوفی، مصحف بصری اور مصحف شامی میں بغیر الف ہے۔ یعنی اِبْرٰهٖمَ اور مصحف مکی - مدنی اور امام میں بالیاء ہے یعنی اِبْرٰهِيْمَ - سورۃ البقرہ کے علاوہ باقی قرآن میں تمام مصاحف میں اس کی رسم بالیاء ہی ہے۔

یہ لفظ قرآن میں کل انہتر مقام پر آیا ہے مگر امام شاطبیؒ کے مطابق ان میں تینتیس مقام پر اختلاف قرآءات ہے۔

اَوْصٰى : امام شامی اور مدنی مصاحف میں واؤ سے قبل الف ہے اور بقایا مصاحف میں وَوَصّٰى ہے دو واؤ سے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ (بقرہ ع ۱۴) واؤ کے حذف سے مصحف شامی میں ہے۔

نیز درج ذیل کلمات مصحف امام و مدنی میں اختلاف کے ساتھ ہیں۔ یعنی مصحف امام میں یہ کلمات اس طرح ہیں۔

سَارِعُوْا: (آل عمران ع ۱۵) کی بجائے وَسَارِعُوْا واؤ سے

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ : (مائدہ ع ۸) وَيَقُوْلُ واوٌ سے

مَنْ يَّرْتَدِدْ : (مائدہ ع ۸) کے بجائے مَنْ يَّرْتَدَّ ایک دال سے

اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا: (توبہ ع ۱۳) کے بجائے وَالَّذِيْنَ واو سے

خَيْرًا مِنْهُمَا (کہف ع ۵) کے بجائے خَيْرًا مِنْهَا واو کے صیغہ سے

فَتَوَكَّلْ (شعراء ع ۱۱) کے بجائے وَتَوَكَّلْ واو سے

دِيْنَكُمْ وَ اَنْ (غافر ع ۳) کے بجائے دِيْنَكُمْ اَوْاَنْ همزہ سے

بِمَا كَسَبَتْ (شوریٰ ع ۴) کے بجائے فَبِمَا كَسَبَتْ فا سے

تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسِ (زخرف ع ۷) کے بجائے تَشْتَهِيْ الْاَنْفُسُ

فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ (حدید ع ۳) کے بجائے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ

فَلَا يَخَافُ (شمس) کے بجائے وَلَا يَخَافُ۔

وَيُقْتِلُوْنَ الَّذِيْنَ (آل عمران ع ۳) بالخلف ہے۔ اس میں بھی حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

طٰئِرًا (آل عمران ع ۵ مائدہ ع ۱۵) حذف الف ہے اور یہ حذف بھی شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

وَقٰتَلُوْا۔ ثُلٰثَ۔ رُبٰعَ۔ كِتٰبَ اللّٰهِ (ع ۴) ضِعٰفًا (ع ۱) عٰقَدَتْ (ع ۵) یہ چھ کلمات بھی حذف الف سے ہیں۔ آخر آل عمران میں قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا میں امام حمزہ اور امام کسائی کے لیے تقدیم و تاخیر ہے یعنی قُتِلُوْا وَ قٰتَلُوْا اور دونوں قرآءتوں کا انطباق اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ الف دونوں فعلوں میں محذوف ہو۔ جبکہ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ۔ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور ضِعٰفًا میں

حذف الف اختصار کے لیے ہے۔اور عٰقَدَتْ میں حذف الف شمول قرآءات کے واسطے ہے۔

مُرٰغَمًا (ع ۱۴) فَلَٰقٰتَلُوْكُمْ (ع ۱۲) لٰمَسْتُمْ (نساء ع ۷۔ مائدہ ع ۲) اَلسَّلٰمِ (مائدہ ع ۳۔انعام ع ۱۵) رِسٰلَتِهٖ (مائدہ ع ۱۰۔انعام ع ۱۵) یہ پانچ کلمات بھی حذف الف سے ہیں۔ان کلمات میں سے مُرٰغِمًا اور اَلسَّلٰمْ میں حذف اختصار کے لیے اور قٰتِلُوْا۔ لٰمَسْتُمْ اور رِسٰلَتِهٖ میں شمول قرآءات کے لیے ہے۔یاد رہے کہ رِسٰلَتِهٖ میں لام کے بعد والا الف حذف ہو رہا ہے۔

بٰلِغَ (مائدہ ع ۱۳) قِیٰمًا (نساء ع ۱۔مائدہ ع ۱۳) اَلْاَوْلٰیٰنِ (مائدہ ع ۱۴) اَكٰلُوْنَ (مائدہ ع ۶) حذف الف سے ہیں۔ بٰلِغُ اور اَكٰلُوْنَ میں حذف الف اختصار کے لیے اور قِیٰمًا اور اَلْاَوْلٰیٰنِ میں شمول قرآءات کے لیے ہے۔

اَلسَّلٰمَ لَسْتَ (نساء ع ۱۳) بھی حذف الف سے ہے۔

مَسٰکِیْنَ (مائدہ ع ۱۳) حذف الف میں خلف ہے۔اس کی تفصیل ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔

سٰحِرٌ (مائدہ ع ۱۵۔یونس۔ہود ع ۱) نصیر نے بالخلف روایت کیا ہے۔اور ان تینوں میں اختلاف قرآءات ہے۔

وَسَارِعُوْا (آل عمران ع ۱۵) بالاثبات الواؤ مکی۔اور عراقی مصاحف کا رسم ہے اور مدنی و شامی میں حذف واؤ سے سارعوا ہے۔

بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ (آل عمران ع ۱۹) اثبات باء سے شامی مصحف کا رسم ہے اور باقی مصاحف میں بِالْبینت وَ الزُّبُرْ ہے قَلِيْلًا مِنْهُمْ شامی مصحف کا رسم ہے بقایا میں قَلِيْلٌ مِنْهُمْ ہے۔

مَنْ يَرْتَدِدْ (مائدہ ع ۸) مدنی۔ شامی اور امام کی رسم ہے اور عراقی مصاحف میں مَنْ يَرْتَدَّ ہے۔ ایک دال سے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ عراقی مصاحف میں ہے اور باقی مصاحف میں واؤ کے حذف سے يَقُوْلُ الَّذِيْنَ۔

بِالْغَدْوةِ (انعام ع ۶۔ کہف ع ۴) تمام مصاحف میں دال کے بعد واوَ مرسوم ہے۔ دراصل اس کلمہ میں دو قراءات ہیں بِالْغَدَاةِ جو کہ ماسوا شامی تمام قراء کی قراءات ہے اور شامی نے اسے بِالْغُدْوَةِ پڑھا ہے۔

فَرَقُوْا (انعام ع ۲۰۔ روم ع ۴) حذف الف سے ہے۔ اور یہ حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے۔

وَلَا طٰئِرٌ (انعام ع ۴) اَكٰبِرَ (ع ۱۵) ذُرِّيّٰتِهِمْ (ع ۱۰) تینوں الفاظ میں حذف الف ہے۔ اور ان تینوں کلمات میں حذف الف اختصار کے لیے ہے۔

فٰلِقُ الْحَبِّ لفظ فَالِقْ میں اثبات الف قیاسی ہے اور حذف الف خلاف قیاس ہے تمام قراءات میں الف ہی سے پڑھا گیا مگر رسم میں فَالِقُ الْحَبِّ میں خلف ہے اور فٰلِقُ الْاِصْبَاحْ میں باجماع اہل رسم حذف الف ہے۔ اور وَجٰعِلُ الَّيْلِ میں الف میں خلف ہے۔ جَعَلَ الَّيْلِ میں کوفیین نے بصیغہ ماضی معروف پڑھا ہے اور غیر کوفیین نے بصیغہ اسم فاعل اور بر رفع لام پڑھا ہے۔

لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا (انعام ع ۸) کوفی مصحف میں تاء کے حذف سے اَنْجٰنَا ہے جیم اور آخری الف کے درمیان آخری الف کے درمیان دو شوشے ہیں پہلا یا سے بدلا ہوا الف اور دوسرا نون کا ہے۔ باقی مصاحف میں تین شوشے ہیں جو کہ یاء۔ تاء اور نون کے ہیں۔

وَلَدَارُ الْاٰخِرَۃِ کو ماسوا شامی مصحف کے دیگر سب مصاحف نے وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃ یعنی دو لاموں سے روایت کیا ہے۔ جبکہ شامی مصحف میں وَلَدَارُ الْاٰخِرَۃِ ہے۔

اَوْلَادَهُمْ شُرَكَائِهِمْ (انعام ع ۱٦ کا الف کے بعد والا ہمزہ) جو مصحف شامی میں ہے اور بقایا قرآنوں میں یہ ہمزہ واوٗ کی صورت ہے یعنی اس طرح شُرَكَاؤُهُمْ۔

سورۃ الاعراف تا سورۃ مریمؑ

بٰطِلٌ (اعراف ع ۱٦۔ ہود ع ۲) طٰئِرُهُمْ (اعراف ع ۱٦) كَلِمٰتِهٖ حذف الف سے روایت کیا ہے۔

خَطِیْئٰتُ۔ خَطِیْئٰتِكُمْ (اعراف ع ۲۰) خَطِیْئٰتِهِمْ (نوح ع ۲) حذف الف اور اثبات یاء کے ساتھ آیا ہے۔

اَلْخَبٰئِثُ (اعراف ع ۱۹۔ انبیاء ع ۵) حذف الف ہے۔

سٰحِرٍ (اعراف ع ۱۴۔ یونس ع ۸) میں بعض قرآنوں میں الف سین کے بعد اور بعض میں حاء کے بعد آتا ہے۔ اور یہ قراءات کے اختلاف کی وجہ سے اس

طرح لکھا گیا ہے۔

سَحَّارٍ (شعراء ع ۳) بالاتفاق حاء کے بعد اثبات الف سے ہے۔

وَرِيْشًا (الاعراف ع ۳) بعض قرآنوں میں یاء کے بعد بالالف ہے یعنی وَرِيَاشًا۔ گو باثبات الف کوئی قرآءت نہیں ہے مگر یہ رسم ملتا ہے۔

مَسَّهُمْ طٰئِفٌ (الاعراف ع ۲۴) میں طاء کے بعد الف میں خلف ہے۔ حذف الف والی رسم کو اختیار کیا جائے گا کیونکہ یہ حذف شمول قرآءات کا ہوگا۔

بَصْطَةً (الاعراف ع ۹) بالصاد لکھا جاتا ہے۔ بالصاد لکھنے کی وجہ صِرَاطِ میں مذکور ہو چکی ہے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ (ع ۱۰) میں قال سے پہلے واؤ شامی مصحف میں ہے اور باقین میں بغیر واؤ کے مرسوم ہے یعنی قَالَ الْمَلَا

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيْ (ع ۵) شامی مصحف میں حذف واؤ سے مَاكُنَّا ہے۔ دیگر مصاحف میں واؤ مرسوم ہے۔

قَلِيْلًا مَّا يَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۱) شامی مصحف میں قَلِيْلًا مَاتَذَكَّرُوْنَ ہے۔

وَ اِذْاَنْجٰكُمْ شامی مصحف کا رسم ہے اور باقی مصاحف میں وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ ہے بہر حال تمام مصاحف میں جیم اور نون کے بعد والا الف محذوف ہے۔

اَمٰنٰتِكُمْ (انفال ع ۳) لِاَ مٰنٰتِهِمْ (قد افلح المؤمنون ع ۱)

جمع مونث سالم میں جب دو الف ہوں تو محذوف ہوں گے لہٰذا اَمَانَاتْ کے دونوں الفوں کا حذف قاعدہ کے مطابق ہے یاد رہے کہ سورۃ المومنون اور المعارج میں اس کلمہ کو مکی نے واحد اور باقین نے جمع سے پڑھا ہے۔

مَسٰجِدَ اللّٰه (توبہ ع ۳) جمع مکسر بروزن مفاعل کا الف محذوف ہوتا ہے لہذا مَسَاجِدْ کے الف کا حذف قاعدہ کے مطابق ہے اس کلمہ کو مکی اور بصریین نے مفرد اور باقین نے جمع پڑھا ہے۔ حضرت استاذ المکرمؒ اپنی شرح رائیہ میں فرماتے ہیں کہ امام شاطبیؒ کی تخصیص ذکری کی وجہ بھی یہی ہے۔ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ہود ع ۱۱) اس میں الف محذوف ہے۔

وَلَا اَوْ ضَعُوْا (توبہ ع ۷) میں لام کے بعد الف کی زیادتی تحریر میں لائی گئی ہے۔

لَا اَذْبَحَنَّهٗ (نمل ع ۲) میں بھی لفظ میں الف زائد لکھا گیا ہے۔

لَا اِلَى اللّٰه (آل عمران ع ۱۷) لَا اِلَى الْجَحِيْمِ (صافات ع ۲) میں الف زیادہ لکھنے میں خلف ہے۔

تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ کو مکی مصحف میں مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (توبہ ع ۱۳) یعنی من جارہ کے اضافے سے لکھا گیا ہے۔

توبہ ع ۹ و ع ۱۱ میں بالاتفاق مِنْ تَحْتِهَا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا کو شامی اور مدنی مصحف میں واؤ کے حذف سے اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا لکھا ہے۔ (توبہ ع ۱۳)

يُسَيِّرُكُمْ (یونس ع ۳) کو شامی مصحف میں يَنْشُرُكُمْ لکھا گیا ہے۔

غَيٰبَتِ الْجُبِّ (یوسف ع ۲) اٰيٰتٌ لِّلسَّائِلِيْنَ (یوسف ع ۲) اور عَلٰى بَيِّنَتٍ (فاطر ع ۵) ان تینوں کلمات میں اول الذکر میں تو اجماعاً الف محذوف ہے اور ثانی الذکر دونوں کلمات میں خلف ہے مگر حذف مشہور ہے۔ اور

یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے-

حٰشَ لِلّٰہ (یوسف ع ۴-ع ۷) میں شین کے بعد الف حذف ہے-اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے-

لَدَا الْبَابِ (یوسف ع ۳) والا الف سے ہے-اور (غافر ع ۲) میں لَدَی الْحَنَاجِرِ میں خلف ہے یعنی الف اور یاء دونوں ثابت ہیں- مگر امام شاطبیؒ نے حرز میں فرمایا ہے کہ ان دونوں مقام پر امالہ نہ ہو گا-

نُجِّیْ (یوسف ع ۱۲-انبیاء ع ۶) کو ایک نون سے لکھا گیا ہے جبکہ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (یونس ع ۱۰) بالاجماع دونون سے ہے- سورۂ یوسفؑ اور الانبیاءؑ میں حذف نون شمول قرآءت کے واسطے ہے-

وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ (یوسف ع ۶) میں حذف الف سے مرسوم ہے-اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے-

لَاتَا يْئَسُوْا (یوسف ع ۱۰) لَايَايْئَسْ (یوسف ع ۱۰) لَمْ يَايْئَسْ (رعد ع ۴) اِذَا سْتَيْئَسْ (یوسف ع ۱۲) فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا (یوسف ع ۱۰) پانچوں کلمات میں ہمزہ بے صورت ہے کیونکہ ساکن کے بعد ہے اور اول الذکر تین میں سب مصاحف میں تا اور یاء کے بعد الف مرسوم ہے اور باقی دو کلمات میں الف میں خلف ہے یعنی بعض مصاحف میں مرسوم ہے اور بعض میں مرسوم نہیں ہے- پہلے تین لفظوں میں روایت بزی کی صریح رعایت ہے اور دوسرے دو لفظوں میں غیر بزی کی قراءات کی رعایت ہے- ان پانچوں لفظوں میں بزی کے لیے بالخلف الف کو یاء پر مقدم کر کے پڑھا گیا ہے یعنی تَايَسُوْا- يَايَس- اِسْتَايَسْ-

اِسۡتَا یَسُوۡا- اور دوسری قراءات جو باقین کی اور بزی کی دوسری وجہ ہے یاء ساکنہ کے بعد ہمزہ ہے-

بِاَیّٰمِ اللّٰہ (ابراھیم ع ۱) کی یاء لکھنے میں خلف ہے- یعنی رسم دو طرح ہے ایک الف سے بِاَیَّامِ اللّٰہِ- دوسرے یاء کے ساتھ بِاَیِّیمِ اللّٰہ- اور اس رسم میں دو یاء کی شکلیں جمع ہیں اور تماثل کی بناء پر ایک یاء محذوف نہیں ہوئی بلکہ دونوں مرسوم ہیں-

طٰئِرَہٗ فِیۡ عُنُقِہٖ (اسراء ع ۲) بحذف الف ہے- اَوۡ کِلٰھُمَا کے الف میں خلف ہے- کِلَاھُمَا کا رسم دو طرح صحیح ہے اور ایک طرح غلط صحیح یہ ہیں (۱) کِلَاھُمَا (۲) کِلٰھُمَا (۳) اور غلط یہ ہے کِلنٰھُمَا -بہر حال یہ حذف اختصار کے لیے ہے- کلاھما کے الف میں امام حمزہ و کسائی کے لیے امالہ ہے علامہ شاطبیؒ نے امالہ کی دو توجیہ بتلائی ہیں یہ کہ امالہ یا تو کاف کے کسرہ کی وجہ سے ہے یا اس کی وجہ الف کا یاء سے بدلا ہوا ہونا ہیں- اہل لغت کے دونوں قول ہیں یعنی الف مبدل عن الواؤ اور مبدل عن الیاء-

سُبۡحٰنَ قُلۡ (اسراء ع ۱۰) میں حذف الف ہے- اور یہ شمول قرآءات کے لیے ہے-

تَزٰوَرُ (کہف ع ۲) زٰکِیَۃً- لَتَّخَذۡتَ- کَلِمٰتُ رَبِّیۡ تمام میں حذف الف ہے- پہلے تین کلمات میں حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے اور کَلِمٰتُ رَبِّیۡ میں حذف الف اختصار کے لیے ہے-

خَرٰجًا (کہف ع ۱۱- مومنون ع ۴) فَخَرٰجُ (مومنون ع ۴) میں اول

الذکر کے الف میں خلف ہے اور ثانی الذکر میں الف مرسوم ہے- یاد رہے کہ پاکستانی مطبوعہ قرآنوں میں فَخَرَاجُ میں الف مرسوم نہیں- دونوں کلمات مین حذف الف کی وجہ شمول قرآءات ہے-

اٰتُوْنِیْ (کہف ع ۱۱) میں ایک الف تماثل کی بنا پر محذوف ہے-

سوال: تمام مصاحف میں اٰتُوْنِیْ ہے اِیْتُوْنِیْ کہیں بھی نہیں تو پھر اِیْتُوْنِیْ قرآءات بھمزہ الوصل کا انطباق اٰتُوْنِیْ پر کیسے ہوگا- اِیْتُوْنِیْ ہمزہ وصل والی قرآءت کا تقاضہ ہے کہ ہمزہ اور تاء کے درمیان یاء بھی مرسوم ہو جو کہیں بھی مرسوم نہیں؟

جواب: قرآءات کے رسم پر انطباق کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حقیقی انطباق (۲) تقدیری انطباق

ہمزہ قطعی پڑھنے والوں کی قرآءت کا انطباق حقیقی ہے اور ہمزہ وصلی پڑھنے والوں کا انطباق تقدیری ہے- یعنی لکھنے والوں کے سامنے ملحوظ تو دونوں قرآءات تھیں مگر انھوں نے ایسا شمول کے لیے کیا-

اِیْتُوْنِیْ کے شمول کے لیے یہ توجیہ کی جائے گی کہ یاء تخفیفاً حذف کی گئی جیسا کہ اِلْفِهِمْ میں حذف کی گئی یعنی چونکہ اِلْفِهِمْ ایک مثال موجود ہے لہذا اس پر قیاس کر کے توجیہ اختیار کی گئی-

نوٹ: انطباق تقدیری کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر رسم پر کوئی قراءات اگر منطبق نہ ہو رہی ہو تو یہ فرض کرتے ہوئے کہ رسم عثمانی لکھنے والوں کے سامنے یہ قرآءت بھی ملحوظ تھی مگر انھوں نے شمول کے لیے ایسا کیا اور پھر کسی معقول

توجیہ کے ذریعہ اس غیر منطبق کا انطباق ثابت کیا جائے۔ جیسے یہاں اِلْفِہِمْ پر قیاس کے ذریعہ توجیہ اختیار کی گئی۔

مَكَّنَنِىْ (کہف ع ۱۱) مکی مصحف میں دو نون سے ہے جبکہ بقایا مصاحف میں ایک نون سے ہے یعنی مَكَّنِّىْ۔

لَاَ جِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا کوفی اور بصری مصاحف کا رسم ہے جبکہ مکی۔ مدنی اور شامی مصاحف میں مِنْهُمَا مرسوم ہے۔

سورۃ مریمؑ تا سورۃ ص

خَـلَـقْـنٰكَ۔ اِخْـتَرْنٰكَ (مریم ع ۱۔ طٰہٰ ع ۱) یہ کلمات حذف الف سے ہیں۔ دراصل یہ خَلَقْتُكْ اور خَلَقْنٰكَ ہے۔ ایسے ہی اَخْتَرْتُكَ اور اَخْتَرْنٰكَ ہے۔ خَلَقْنٰكَ امام حمزہ اور کسائی نے پڑھا ہے جبکہ باقین نے خَلَقْتُكْ پڑھا ہے ایسے ہی اَخْتَرْنٰكَ امام حمزہ کی قرآءت ہے اور اَخْتَرْتُكَ باقین کی قرآءات ہے۔ درج بالا عبارت سے مفہوم ہوا کہ حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے۔

لَا تَخٰفُ دَرَكًا (طٰہٰ ع ۴) میں حذف الف میں اختلاف ہے۔ مگر لَا تَخَفْ (طٰہٰ ع ۱۔ ع ۳) اور فَلَا يَخٰفُ (طٰہٰ ع ۶) میں حذف الف پر اجماع ہے۔ مگر بہتر ہے لاتخف درکا میں الف کا حذف ہی مانا جائے کیونکہ یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہوگا۔

تَسٰقَطْ (مریم ع ۲) میں الف محذوف ہے۔ اور یہ بھی شمول قرآءات

کے لیے ہے۔

يُسٰرِعُوْنَ (انبیاء ع ٦۔ مومنون ع ۴) جذذا (انبیاء ع ۵)

وَحَرٰمٌ (انبیاء ع ٧)ان تمام میں حذف الف ہے۔ پہلے دو کلمات میں حذف الف برائے اختصار ہے یاد رہے کہ جذٰذًا میں پہلی ذال کے بعد والا الف کا محذوف ہونا مراد ہے۔دوسرے ذال کے بعد والا الف نون تنوین کا ہے۔ جبکہ وَحَرٰمٌ میں حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے۔

قٰلَ رَبِّیْ (انبیاء ع ١) قٰلَ رَبِّ احکم (انبیاء ع ٧)اور قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ (زخرف ع ٢)سب میں الف محذوف ہے۔

نوٹ : پاکستانی مصاحف میں سورۃ الانبیاء والا قَالَ بحذف الف مرسوم ہے۔ بہتر تھا کہ مصحف کوفی کے مطابق باثبات الف لکھا جاتا کیونکہ کوفیین میں صرف شعبہ نے صیغہ امر قُلْ سے پڑھا ہے بقایا سب قَالَ پڑھتے ہیں۔ سعودیہ کے مطبوعہ مصاحف میں قَالَ باثبات الف مرسوم ہے۔(قول مفید الشیخ المقری اظہار احمد التھانویؒ فی ایضاح المقاصد شرح رائیہ)ان تینوں مواقع پر حذف الف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

اَوَلَمْ يَرَالَّذِيْنَ (انبیاء ع ٣) کی مصحف میں حذف واؤ سے یعنی اَلَمْ يَرَالَّذِيْنَ مرسوم ہے۔

مَعٰجِزِيْنَ(حج ع ٧۔ سبا ع ١۔ ع ۵) يُقٰتِلُوْنَ(حج ع ٦)میں الف محذوف ہے۔ اول کلمہ میں تو حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے اور دوسرے کلمہ میں اختصار کے لیے ہے۔

يُدٰفِعُ (حج ع ۵) کے الف میں خلف ہے۔

مکی اور بصریین نے يَدْفَعُ اور باقین نے يُدٰفِعُ پڑھا ہے۔

سٰمِرًا (مومنون ع ۴) عِظٰمًا اور اَلْعِظٰمَ (ع ۱) میں حذف الف ہے۔

قُلْ كَمْ اور قُلْ اِنْ لَّبِثْتُمْ (ع ۶ مومنون) کوفی مصاحف میں حذف الف سے ہے۔ سٰمِرًا میں حذف الف اختصار کے لیے ہے اور عِظٰمًا اور اَلْعِظٰمَ میں شمول قرآءت کے لیے ہے۔

قُلْ كَمْ اور قُلْ اِنْ میں دیگر مصاحف میں رسم بالالف ہے اول کو مکی۔ حمزہ اور کسائی نے قُلْ اور باقین نے قَالَ پڑھا ہے اور ثانی کو حمزہ اور کسائی نے قُلْ اور باقین نے قَالَ پڑھا ہے۔

البتہ بَلِ ادّٰرَكَ میں دال کے بعد والا الف شمول قرآءات کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے کیونکہ اس میں ایک قرآءت ادرك بھی ہے۔

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ کے آخری دو کلمات میں بصری مصحف میں الف کے اضافے سے سَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهِ ہے۔اول کلمے میں تمام مصاحف کا حذف الف پر اجماع ہے۔

فِيْهَا سِرٰجًا میں حذف الف میں خلف ہے۔اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے۔ ذُرِّيّٰتِنَا (فرقان ع ۶) نیز ذُرِّيّٰتْ کے ہر کلمے میں جو سورہ فرقان کے بعد آخر قرآن تک آئے ہیں۔(یٰس ع ۳۔ غافر۔ طور ع ۱) سب میں حذف الف ہے۔اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ (فرقان ع ۳) مکی مصحف میں دو نون کے ساتھ نُنْزِلُ

الْمَلٰئِكَةَ ہے-

حٰذِرُوْنَ (شعراء ع ۴) فٰرِهِيْنَ (شعراء ع ۸) دونوں کلمات میں حذف الف ہے-اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے-

وَتَوَكَّلْ (شعراء ع ۱۱) شامی اور مدنی مصحف میں واؤ کے بجائے فاء سے فَتَوَكَّلْ ہے-

اَوْلَيَاْتِيَنِّيْ (نمل ع ۲) مکی مصحف میں دو نونوں سے مرسوم ہے-یعنی اَوْلَيَاْتِيَنَّنِيْ-

اٰيٰتُنَا (نمل ع ۱) طٰئِرُكُمْ (نمل ع ۴) بَلِ ادّٰرَكَ (نمل ع ۵) تینوں کلمات حذف الف سے ہیں- اٰيٰتُنَا میں حذف الف قیاس رسمی کے مطابق ہے جمع مونث سالم کا الف نہیں لکھا جاتا-لہذا یہ حذف اختصار کے لیے ہے-اسی طرح طٰئِرُكُمْ میں بھی حذف الف اختصار کے لیے ہے-

البتہ بَلِ ادّٰرَكَ میں دال کے بعد والا شمول قرآءت کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے کیونکہ اس میں ایک قرآءت اَدْرَكَ بھی ہے-

وَ اٰبَاؤُنَا اَئِنَّا (نمل ع ۶) کو شامی مصحف میں اِنَّنَا لکھا گیا ہے-

بِهٰدِي الْعُمْيِ (نمل ع ۶-روم ع ۵) فَنٰظِرَةٌ (نمل ع ۳) سٰحِرٰنِ (قصص ع ۵) حذف الف میں خلف ہے- تینوں کلمات میں قرآءت کا اختلاف ہے النمل اور الروم میں امام حمزہ نے تَهْدِي الْعُمْيِ اور باقین نے بِهادِي الْعُمْيِ پڑھا ہے-

فٰرِغًا (قصص ع ۱) میں الف کا حذف ہے-اور یہ حذف الف جو فاء کے

ہے اختصار کے واسطے ہے-

وَقَالَ مُوْسٰی (قصص ع ۴) میں مکی مصحف حذف واؤ سے قَالَ مُوْسٰی روایت کرتا ہے-

عَلَيْهِ اٰيٰتٌ (عنکبوت ع ۵) میں الف کا حذف قیاسی ہے- کیونکہ قرآءت کا اختلاف ہے لہذا یہ حذف شمول قرآءات کے لیے مانا جائے گا-

وَفِصٰلُهٗ (لقمان ع ۲ احقاف ع ۲) میں حذف الف ہے- اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے-

تُصَعِّرْ (لقمان ع ۲) حذف الف سے ہے- اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے-

تُظٰهِرُوْنَ (احزاب ع ۱) میں حذف الف ہے- اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے-

يَسْئَلُوْنَ (احزاب ع ۲) کے حذف الف میں خلف ہے-

يَسْأَلُوْنَ کا رسم دو طرح ملتا ہے-

(۱) يَسْأَلُوْنَ (۲) يَسْئَلُوْنَ

یعنی اثبات الف اور حذف الف- یہ اختلاف رسم بھی شمول کے لیے ہے- اثبات الف خلاف قیاسی ہے کیونکہ قیاس یہ ہے کہ ہمزہ متحرکہ بعد حرف صحیح ساکن محذوف الشکل ہوتا ہے اسے رویس نے يَسَّآءَلُوْنَ اور باقین نے يَسْئَلُوْنَ پڑھا ہے- واضح رہے کہ يَسْئَلُوْنَ پر امام حمزہ کے لیے وقف قیاسی یہ ہوگا کہ نقل حرکت سے يَسَلُوْنْ پڑھا جائے اور جائز ہے کہ تخفیف رسمی

کے مطابق ہمزہ کا ابدال بالالف ہو یعنی یَسَالُوْنَ - بطور نکتہ یہ بھی توجیہ ہو سکتی ہے کہ اس جگہ ہمزہ کو بصورت الف بہ نیت تخفیف رسمی لکھا گیا ہے-(قال الشیخ اظہار احمد التھانوی")

عٰلِمُ الْغَیْبِ (سباع ۱) میں حذف الف ہے- اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے-

بٰعِدْ (سباع ۲) میں حذف الف ہے- اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے-

مَسٰکِنِھِمْ (سباء ع ۲) نُجٰزِیْ (سباع ۲) بِقٰدِرٍ (یٰس ع ۵-احقاف ع ۴) تینوں کلمات حذف الف سے ہیں-اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے-

وَمَا عَمِلَتْ (یٰس ع ۳) کوفی مصاحف کی رسم ہے اور بقایا مصاحف میں وَمَا عَمِلَتْہُ مرسوم ہے-

فٰکِھِیْنَ (دخان- طور ع ۱- تطفیف) فٰکِھُوْنَ (یٰس ع ۴) حذف الف میں خلف ہے- یہاں حذف الف بہتر ہے اور یہ شمول قرآءات کے لیے ہے-

اٰثٰرِھِمْ (صافات ع ۲) میں حذف الف ہے جبکہ (یٰس ع ۱) والے میں خلف ہے-

نافع سے اجماعی رسم نقل کیا گیا ہے کہ اٰثَارِھِمْ میں الف محذوف ہے علامہ دانی نے مقنع میں صافات والے کو صرف محذوف قرار دیا ہے- مگر دلیل الخیران شرح مورد الظمان میں ہے کہ (الحدید-المائدہ-یٰسٓ اور صافات) تمام

مواقع میں الف محذوف ہے- البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ صافات والے میں الف کا حذف اجماعی ہے اور باقی میں راجح ہے-

اس میں قرآءت کا اختلاف تو نہیں لہذا کہا جائے گا کہ یہ حذف الف برائے اختصار ہے-

سورۃ ص تا آخر قرآن

كَذِبٌ (زمر ع ۱) عِبٰدَهٗ (زمر ع ۴) میں اول کلمہ اجماعاً حذف الف سے ہے اور یہ حذف الف اختصار کے لیے ہے- اور ثانی میں حذف الف میں خلف ہے- اور یہ رسم کا اختلاف شمول قرآءت کے لیے ہے-

تَأْمُرُوْنِّیْ (زمر ع ۶) شامی مصحف میں دو نون سے یعنی تَأْمُرُوْنَنِیْ مرسوم ہے-

اَشَدَّمِنْهُمْ (مومن ع ۳) شامی مصحف میں اَشَدَّمِنْكُمْ ہے-

دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ کوفی مصحف کا رسم ہے باقی مصاحف میں دِیْنَكُمْ وَاَنْ ہے-

كَلِمٰتُ (یونس ع ۴-ع ۱۰) بِكَلِمٰتِ (تحریم ع ۲) كَلِمٰتُ (مومن ع ۱) یہ چاروں مواقع پر حذف الف سے مرسوم ہے- اور یہ حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے-

اَلسَّمٰوٰتِ، سَمٰوٰتٍ کے دونوں کلمات میں دونوں الف محذوف ہیں- یہ حذف الفات رسم قرآنی کے قیاس کے مطابق ہیں یعنی یہ کہ جمع مونث سالم کا

الف یا الفین محذوف ہوتے ہیں۔ البتہ اختلاف قرآءات والے الفاظ میں شمول قرآءت کا پہلو بھی ہوتا ہے۔

مگر سورۂ فصلت کے سَمٰوٰتٍ میں کے دو الفوں میں سے دوسرا رسم میں ثابت ہے۔

اسی طرح ثَمَرٰتٍ (فصلت ع ٦) میں بھی حذف الف ہے۔ اور یہ حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

اَسْوِرَةٌ (زخرف ع ۵) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

فَبِمَا كَسَبَتْ (شوریٰ ع ۴) مدنی اور شامی مصاحف میں فاء کے بغیر بِمَا كَسَبَتْ ہے۔

تَشْتَهِي الْاَنْفُسُ (زخرف ع ۷) مدنی اور شامی مصاحف میں ھاء کی زیادتی سے یعنی تَشْتَهِيْهِ مرسوم ہے۔

يٰعِبَادِ لَا بھی مدنی اور شامی مصاحف میں یاء کی زیادتی سے يٰعِبَادِيَ لَا مرسوم ہے۔

عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ (زخرف ع ٦) میں حذف الف پر اجماع ہے تاکہ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ والی قرآءۃ بھی شامل ہو سکے۔ جو کہ نافع۔ ابو جعفر۔ مکی۔ شامی اور یعقوب کی قرآءت ہے۔

اِحْسَانًا (احقاف ع ۲) کوفی مصاحف میں حا قبل اور سین کے بعد الف مرسوم ہے اور باقی مصاحف میں حُسْنًا ہے دونوں الفات کے حذف سے۔

بِقٰدِرٍ (احقاف ع ۴) اَثٰرَةٍ (احقاف ع ۱) عٰهَدَ (فتح ع ۱)

خٰشِعًا (قمر ع ۱) ان چار کلمات میں اول الذکر تین میں حذف الف پر اجماع ہے اور چوتھے کلمہ میں الف کے حذف پر خلف ہے۔

بِقٰدِرٍ میں حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے۔ عٰهَدَ میں حذف الف اختصار کے لیے ہے ایسے ہی اَثٰرَةٍ میں بھی حذف الف اختصار کے لیے ہے اور خٰشِعًا میں حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے۔

ذَا الْعَصْفِ (رحمٰن ع ۱) شامی مصحف کا رسم ہے باقی مصاحف میں ذُوالْعَصْفِ ہے۔

ایسے ہی ذِی الْجَلٰلِ (رحمٰن ع ۳) شامی مصحف میں بالواوَ ذُوالْجَلٰلِ مرسوم ہے۔

ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَام میں سب کے لیے بالواوَ رسم ہے۔

تُکَذِّبٰنِ۔ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (واقعہ ع ۳) دونوں کے الف کے حذف میں خلف ہے۔ تُکَذِّبٰنِ میں الف تثنیہ کا حذف قیاس کے مطابق ہے اور مرسوم ہونا قیاس کے خلاف ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ الف تثنیہ شعر میں اختصاراً نہیں لکھا جاتا۔ جبکہ بِمَوٰقِعِ میں حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ شامی اور مدنی مصاحف میں هُوَ کے بغیر فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِیُّ مرسوم ہے۔

وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ میں شامی مصحف کا رسم وَکُلٌّ وَّعَدَ اللّٰهُ حذف الف سے ہے۔ (حدید ع ۱)

وَاِنْ تَظٰهَرَا (تحریم ع ۱) اَنْ تَدٰرَکَهٗ (ن ع ۲) دونوں کلمات میں حذف الف ہے۔ اول الذکر میں حذف شمول قرآءت کے لیے اور ثانی کلمہ میں اختصار کے لیے ہے۔

بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ (معارج ع ۲) عٰلِیَهُمْ (دھر ع ۱) وَلَا کِذّٰبًا (نباع ۲) سب میں حذف الف ہے۔ اور ان تمام کلمات میں حذف اختصار کے لیے ہے۔

قُلْ اِنَّمَا (جن ع ۲) کے لفظ قُلْ میں الف لکھنے میں اختلاف ہے۔ یعنی بعض میں قُلْ اور بعض مصاحف میں قَالَ ہے اور یہ اختلاف قرآءات کی وجہ سے ہے۔

جِمٰلٰتٌ (مرسلات ع ۱) کے الف اول یعنی جو میم کے بعد ہے اس میں خلف ہے اور لام کے بعد والا الف اجماعاً محذوف ہے۔

جِمٰلٰتٌ میں الف ثانی کا حذف قیاساً بھی ہے اور شمول کے لیے بھی جبکہ پہلا الف کا حذف قیاساً واختصاراً ہے۔

جایْ ءَ (زمر ع ۷ - الفجر) میں جیم اور یاء کے درمیان ایک الف کا اضافہ ہے۔ یہ الف کی زیادتی غیر قیاسی ہے جس کی قرآن میں متعدد مثالیں ملتی ہیں جیسے لِشَایْءٍ وغیرہ۔

خِتٰمُهٗ (تطفیف) تُصٰحِبْنِیْ (کہف ع ۱۰) کَبٰئِرَ (شوریٰ ع ۱ - نجم ع ۲) عِبٰدِیْ (الفجر) سُکٰرٰی (حج ع ۱) ان پانچوں کلمات میں الف محذوف ہے۔

ان پانچ کلمات میں تُصَاحِبْنِیْ اور عِبَادِیْ میں حذف الف اختصار کے

لیے ہے اور باقی تین میں شمول قرآءت کے لیے ہے- سورۂ صاد اور سورہ الفجر کے علاوہ ہر جگہ عِبَادِ کا الف مرسوم ہے مثلاً يَا عِبَادِىْ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ- سورۂ صافات میں وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْحَاقَ وَ يَعْقُوْب میں مکی نے مفرد عَبْدَنَا اور باقین نے بالجمع پڑھا ہے-

وَلَا يَخَافُ میں شامی اور مدنی مصحف میں بالفاء فَلَامرسوم ہے

بِضَنِيْنٍ (تکویر) بالضاد مرسوم ہے-

اس میں بالظاء اور بالضاد دو قرآءتیں ہیں مگر مرسوم تمام مصاحف میں بالضاد ہی ہے- لہذا ضاد والی قرآءت کا انطباق علی الرسم تحقیقی ہے اور ظاء والی کا انطباق تقدیری ہے-

اس کی توجیہ خاتمۃ القراء فی الہند حضرت شیخ العرب والعجم قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ نے یہ فرمائی ہے کہ قدیم مصاحف میں ظاء اور ضاد (متوسطہ) میں کوئی زیادہ فرق نہ تھا- فرق تھا بھی تو دقیق قسم کا تھا کہ ضاد کا سر ظاء کے مقابلہ میں چھوٹا ہوتا تھا یعنی یہ صورت تھی-

بِضَنِيْنٍ (بالضاد) بِظَنِيْنٍ (بالظاء) چنانچہ اتحاف میں ہے:

تمام مصاحف میں رسم ایک ہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ضاد اور ظاء میں کوئی مخالفت نہیں البتہ ظاء کا سر ضاد سے قدرے بڑا ہوتا ہے-

علامہ جعبری فرماتے ہیں کہ لفظ بِضَنِيْنٍ میں گول دائرہ ہے جو درمیان میں واقع ہے- لہذا دونوں قرآءتوں کو محتمل ہے-

اَرَاَيْتَ- اَرَاَيْتُمْ- اَفَرَاَيْتَ- اَرَاَيْتَكُمْ ان تمام کلمات میں راء کے

بعد والا الف محذوف ہے۔ البتہ رَاَیْت جس میں راء سے قبل ہمزہ استفہامیہ نہ ہو توراء کے بعد والا الف مرسوم ہے۔

مِهٰدًا کلمہ اَلْاَرْض کے بعد آئے (طہ ع ۲- زخرف- نباع ۱) ان تینوں مواقع پر الف محذوف ہے دیگر مواقع پر الف مرسوم ہے جیسے جَهَنَّمَ مِهَادٌ- وَ بِئْسَ الْمِهَادُ وغیرہم۔

اَلظُّنُوْنَا- اَلرَّسُوْلَا- اَلسَّبِيْلَا (احزاب ع ۲- ع ۸) تینوں کلمات بالالف ہیں- ان الفات کا اضافہ برائے رعایت فواصل ہے جیسا کہ رعایت فواصل کے لیے ھاء سکتہ بڑھائی جاتی ہے۔

ثَمُوْدَا (ہود ع ۲- نجم ع ۳- فرقان- عنکبوت ع ۴) تمام ان مواقع پر دال کے بعد الف مرسوم ہے۔

ثَمُوْدَا کے مذکورہ چاروں مواقع میں حفص، یعقوب اور حمزہ بغیر تنوین غیر منصرف پڑھتے ہیں اور بلا الف وقف کرتے ہیں جبکہ ابوبکر شعبہ نے ایسے صرف سورہ النجم میں پڑھا ہے جبکہ باقین چاروں مواقع پر تنوین کے ساتھ منصرف پڑھتے ہیں وقفاً وصلاً۔

سَلٰسِلَا - قَوَارِيْرَا (دو مواقع پر) ان تینوں مقامات پر الف مرسوم ہے۔

سَلَا سِلَا میں دوسرے لام کے بعد اور دوسرے قَوَارِيْرَا میں دوسری راء کے بعد الف کے لکھے جانے میں اختلاف ہے- ہمارے یہاں تمام مصاحف میں دونوں الف سے ہیں۔

سَلَا سِلَا میں تمام قرآنوں میں دوسرے لام کے بعد الف ثابت ہے۔

لیکن نصیر کی ایک روایت پر نیز سخاوی کی تصریح کی رو سے شامی میں حذف ہے اور دوسرے قَوَارِیْرَ میں مدنی، کوفی اور شامی کے یہاں بالاتفاق اور مکی اور بصری مصاحف میں صرف ایک قول پر الف ثابت ہے۔

جب کہ مصحف امام میں یہ الف محذوف ہے مگر نصیر کی روایت کے مطابق مصحف امام میں دوسرے قَوَارِیْرَا میں یہ الف موجود تھا مگر اسے کسی نے مٹا دیا۔

پہلے قَوَارِیْرَا میں دوسری راء کے بعد بالاتفاق الف مرسوم ہے اور سَلَٰسِلَا میں پہلے لام کے بعد والا الف بالاتفاق محذوف ہے اور دونوں قَوَارِیْرَا میں واؤ کے بعد والا الف بالاتفاق مرسوم ہے۔

اختلاف سَلَٰسِلَا فی الوصل والوقف

قراء	فی الوصل	فی الوقف
نافع، ابو جعفر، ہشام، شعبہ اور کسائی	بالتنوین	بالالف
بزی، ابن ذکوان اور حفص	بغیر تنوین	خلف ؎
قنبل، حمزہ، رویس اور امام خلف	بغیر تنوین	بغیر الف
بصری اور روح	بغیر تنوین	بالالف

؎ خُلف کی تفصیل اس طرح ہے:

پہلی وجہ پر یہ حضرات، بصری اور روح کے مطابق ہیں اور دوسری وجہ پر یہ حضرات، حمزہ، قنبل، خلف اور رویس کے مطابق ہیں۔

اختلاف قَوَارِیْرَا (اول)

قراء	فی الوصل	فی الوقف
نافع، ابو جعفر، مکی، شعبہ، کسائی اور خلف	بالتنوین	بالالف
بصری، شامی، حفص اور روح	بغیر تنوین	بالالف
حمزہ اور رویس	بغیر تنوین	بغیر الف

اختلاف قَوَارِیْرَا (ثانی)

قراء	وصل	وقف
نافع، ابو جعفر، شعبہ اور کسائی	بالتنوین	بالالف
مکی، بصری، ابن ذکوان، حفص، حمزہ، امام خلف اور رویس	بغیر تنوین	بغیر الف
ہشام	بغیر تنوین	بالالف

دونوں قَوَارِیْرَا کے آخر میں راء کے بعد ایک الف زائدہ مرسوم ہے۔ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ روایت حفص میں وصلاً تو دونوں میں الف نہیں پڑھا جاتا اور وقفاً اول میں الف پڑھا جاتا ہے ثانی میں نہیں پڑھا جاتا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ دوسری جگہ تو کسی حال میں الف نہیں پڑھا جاتا۔ اس دوسرے قَوَارِیْرَا میں الف زائد اس لیے لکھتے ہیں کہ یہ رسم تنوین والی قرآءت کو بھی شامل ہو جائے اور اس میں وقفاً الف نہ پڑھنے کی حقیقی وجوہ تین ہیں:

(۱) روایت و نقل کی اتباع

(۲) تنوین اور ترک تنوین والی دونوں قرآءتوں میں فرق کرنا

(۳) کلمہ کی اصل ہیئت صیغہ اور حالت عربیہ کا اعتبار کرنا اور پہلی جگہ اگر وقف کرو تو الف پڑھا جائے گا اور وقف نہ کرو تو نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ یہ ان کلمات میں سے ہے جن پر وقف رسم کے مطابق ہوتا ہے۔

اور اس پہلے قَوَارِیْرَا میں الف زائد اس لیے لکھتے ہیں کہ تنوین والی قرآءت کو بھی شامل ہو جائے اور وقفاً الف کے ثابت رکھنے کی توجیہ فواصل (یعنی تَذْلِیْلًا، تَقْدِیْرًا) کی رعایت ہے اور چونکہ زیادہ عادت یہ ہے کہ پہلی جگہ وقف کرتے ہیں کیونکہ یہاں آیت ہے اور آیت کو وقف کے لیے سب سے بہتر موقع سمجھا گیا ہے اور دوسری جگہ وقف نہیں کرتے کیونکہ یہاں وقف کی علامات میں سے کوئی معتبر علامت نہیں ہے اس لیے اس صورت میں پہلی جگہ اتباعاً للرسم الف پڑھو اور دوسری جگہ اتباعاً للاصل الف مت پڑھو۔ (بشکریہ ایضاح المقاصد)

لُؤْلُؤًا بعض مواقع پر تو واؤ کے بعد الف ہے اور بعض مواقع پر نہیں

لفظ لُؤْلُؤٌ قرآن میں کل چھ جگہ آیا ہے۔

(۱) لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ (الطور ع ۱)

(۲) يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ (الرحمٰن ع ۱)

(۳) كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ (الواقعہ ع ۱)

(۴) اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا (الدھر ع ۱)

(۵) مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا (الحج ع ۳)

(۶) مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا (الفاطر ع ۴)

پہلے تین میں الف مرسوم نہیں' دلیل الحیران میں ہے کہ شیخین (علامہ دانیؒ وعلامہ شاطبیؒ) کے نزدیک مرفوع و مجرور میں الف کی زیادتی نہیں ہے گو بعض نے ان میں بھی الف زیادہ کیا ہے آخری تین میں سے سورۂ الدہر اور سورۂ الحج والے کے آخر میں الف مرسوم ہے اور الفاطر والے میں مختلف فیہ ہے۔ (بشکریہ ایضاح المقاصد)

لَا تَاْمَنَّا میں ایک نون کو حذف کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق علامہ شاطبیؒ حرز الامانی میں فرماتے ہیں کہ اصل میں یہ لَا تَاْمَنُنَا ہے دو نونوں سے جن میں سے پہلا نون مضموم اور دوسرا مفتوح ہے اور لا نافیہ ہے سو اس میں محض ادغام اور محض اظہار جائز نہیں بلکہ دو وجوہ ہیں ایک ادغام مع الاشمام' ثانی اظہار مع الروم۔ امام ابو جعفر مدنی کے لیے خالص ادغام و تشدید ہے۔

ضیاء البرہان فی رسم القرآن

تالیف

استاذ القراء حضرت مولانا قاری
ابن ضیاء محب الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح و تبویب

قاری نجم الصبیح التھانوی

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار- لاہور
Ph.: 042 - 7122423
Mob:0300-4785910

﴿خط کے معنی﴾

خط کے معنی ہیں کلمہ کو اس کے ان حروف ہجا سے لکھنا جو اس پر وقف کرنے اور اس سے ابتدء کرنے کے وقت پائے جاتے ہیں۔

﴿رسم الخط کے معنی﴾

رسم الخط کے معنی ہیں قرآنی کلمات کو حذف وزیادت وصل وقطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور جو تواتر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

پس محققین کی رائے پر قرآن کے خط میں تبدیلی درست ہے یعنی خط نسخ وعربی کے بجائے خط نستعلیق اردو اور فارسی خط میں بھی لکھ سکتے ہیں گو اولی یہی ہے کہ قرآن کو بلکہ دوسری عربی عبارتوں کو بھی عربی ہی خط میں لکھا جائے کیونکہ بعض علماء کے قول پر تو قرآن کو عربی کے سوا دوسرے خط میں لکھنا بالکل ناجائز ہے۔

چنانچہ اتقان میں ہے کہ علامہ زرکشی" فرماتے ہیں کہ کیا قرآن کو غیر عربی خط میں لکھنا درست ہے مجھے اس بارہ میں کسی عالم کی کوئی عبارت نہیں ملی لیکن اس کی گنجائش ہے کہ اس کو جائز قرار دیا جائے کیونکہ پڑھنے والے تو اس کو خوبصورت اور درست کر کے عربی ہی میں پڑھیں گے گو قریب تر یہی ہے کہ اس سے منع کیا جائے چنانچہ عربی کے سوا دوسری زبان میں قرآن کا پڑھنا بھی حرام ہے اور اس لیے بھی کہ عرب قلم کی بابت یہ کہتے ہیں کہ وہ دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے کیونکہ جس طرح انسان زبان سے مقصود کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح قلم کے ذریعہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے اور عرب عربی کے سوا کسی اور خط سے واقف نہیں تھے اور قرآن کے بارہ میں حق تعالی نے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ فرمایا ہے۔

﴿خط اور رسم الخط میں فرق﴾

لیکن رسم الخط میں تبدیلی قطعاً ناجائز ہے اور خط اور رسم الخط میں فرق کرنے کے لیے ان مثالوں میں غور کیجیے مثلاً اَلْعٰلَمِیْنَ، اَلرَّحْمٰنِ، مٰلِكِ، مُسْلِمٰتٍ، مُؤْمِنٰتٍ، قٰنِتٰتٍ، عٰبِدٰتٍ، اَلصّٰلِحٰتِ، هٰٓؤُلَآءِ، مِنْ نَّبَاِیْ الْمُرْسَلِیْنَ وغیرہ یہ دس کلمات ہیں ان کا موجودہ خط تو رسم عثمانی کے موافق ہے کیونکہ ان میں الف لکھا ہوا نہیں ہے پس ان میں خط اور رسم الخط دونوں ہیں اور اگر ان کو اس طرح لکھیں اَلْعَالَمِیْنَ، اَلرَّحْمَانِ، مَالِكِ، مُسْلِمَاتٍ، مُؤْمِنَاتٍ، قَانِتَاتٍ، عَابِدَاتٍ، هَاؤُلَاءِ، مِنْ نَّبَاءِ الْمُرْسَلِیْنَ تو ان کی یہ کتابت گو تلفظ کے موافق ہے لیکن رسم عثمانی کے بالکل خلاف ہے کیونکہ ان سب میں الف لکھا ہوا ہے پس یہاں خط تو ہے لیکن رسم الخط نہیں۔

اسی طرح اگر ان الفاظ کو خط نسخ (عربی) کے بجائے خط نستعلیق اردو میں لکھیں تب بھی دو صورتیں ہوں گی یعنی حروف میں کمی بیشی پہلی صورت یہ کہ حروف میں کمی بیشی نہ ہو تو ایسی صورت میں خط کے بدل جانے کے باوجود بھی رسم عثمانی کے موافق کہلائیں گے اور اگر حروف میں کمی بیشی ہو جائے گی تو پھر رسم کے خلاف ہوں گے خط بدلے یا نہ بدلے اور اس سے یہ بھی نکل آیا کہ قرآن کا ہندی کے خط میں لکھنا بالکل ناجائز اور حرام ہے کیونکہ ہندی میں بہت سے عربی حروف نہیں آتے پس وہ خط میں سے معدوم رہیں گے۔

﴿فائدہ﴾ خط کی بارہ قسمیں ہیں۔

(۱) معقلی یہ ادریس علیہ السلام کی ایجاد ہے۔

(۲) قیراموزی قرآن سب سے پہلے مکہ میں لکھا گیا اور وہ اسی خط میں تھا۔

(۳) حیری اس پر دوسری بار مدینہ میں لکھا گیا اور اس کو حیری اس لیے کہتے ہیں کہ جنگوں میں جو قیدی آئے تھے ان کو اس شرط پر رہا کیا گیا تھا کہ ان میں سے ہر شخص مہاجرین کو لکھنا سکھا دے۔ پس صحابہ نے ان سے لکھنا سیکھا تھا اور یہ قیدی حیرہ کے تھے۔ اسی لیے اس خط کا نام حیری

ہو گیا اور ان قیدیوں سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ خط کہاں سے سیکھا ہے تو کہا انبار والوں سے چنانچہ علامہ دانیؒ نے مقنع میں اس روایت کو اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۴) کوفی اس پر قرآن تیسری بار ۱۶۰ھ میں لکھا گیا۔

(۵) نسخ (۶) ثلث (۷) ریحان (۸) توقیع (۹) محقق۔ (۱۰) رقاع۔

یہ چھٹوں خط ابن مقلہ نے معقلی اور کوفی میں تصرف کر کے ۳۱۰ھ میں نکالے ہیں اور ان میں سے نسخ پر قرآن چوتھی بار ۳۱۸ھ میں لکھا گیا پس قران کے یہ چار دور ہیں۔ قیرا موزی، حیری، کوفی، نسخ اور اب نسخ ہی میں لکھنے پر بعض نے امت کا اجماع بتایا ہے۔

(۱۱) تعلیق اس کو خوش نویسوں نے توقیع ورقاع میں تصرف کر کے نکالا ہے۔

(۱۲) نستعلیق یہ ماوراء النہر کے شہروں میں خواجہ میر علی تبریزی کی ایجاد سے ظاہر ہوا ہے جس کو انہوں نے تعلیق و نسخ سے بنایا ہے پس نستعلیق مرکب امتزاجی ہے جو اصل میں نسخ و تعلیق تھا استعمال کی کثرت کی بناء پر خاء اور واؤ کو حذف کر کے نستعلیق بنالیا۔

چنانچہ ان میں سے پانچ تا گیارہ کی تفصیل ان اشعار میں مذکور ہے۔

ابن مقلہ وضع کرد ایں شش خط از خط عرب
ثلث وریحان و محقق، نسخ و توقیع ورقاع

ابن مقلہ نے عرب کے خط (معقلی اور کوفی) سے یہ چھ خط نکالے ہیں۔

بعد ازاں از خط توقیع و رقاع اہل عجم
ہفتمی خط دگر تعلیق کردند اختراع

اس کے بعد عجمیوں نے خط توقیع ورقاع سے ایک اور ساتواں خط تعلیق نکال لیا

اور ان ساتوں کے مجموعہ کو ہفت قلم اور ہفت خط بھی کہتے ہیں۔ اور خط کی قسموں کی پوری تفصیل خوشنویسی کی کتابوں میں ملے گی۔

قرآن کی کتابت کے مذکورۂ بالا چار ادوار میں خط میں تو تبدیلی ہوئی لیکن رسم الخط میں کوئی فرق نہیں آیا۔ پہلے بارہ خطوں میں سے ایک تا دس سب عربی خط ہیں۔

قرآن کا رسم توقیفی ہے

قرآن کی رسم توقیفی ہے جو نبی ﷺ کی بتائی ہوئی ہے اس میں کسی کی رائے کے دخل کی ذرا بھی گنجائش نہیں قرآن سب سے پہلے صحابہ کے دور میں نہیں بلکہ نبی ﷺ کے دور میں آپ ﷺ کے حکم سے لکھا گیا جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ وحی کے کاتبین کو بلا کر اسے لکھوا دیتے تھے یہ نبی ﷺ کا روشن معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے کسی سے پڑھنا اور لکھنا نہیں سیکھا لیکن اس پر بھی جس طرح صحابہ کو قرآن کا پڑھنا سکھایا اسی طرح اس کے لکھنے کے طریق بھی بتائے۔

چنانچہ ملا علی قاری " قصیدہ رائیہ کے شعر ۴۶ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وحی کے ایک کاتب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دوات کا منہ کھلا رکھو تا کہ تنگی کے سبب دقت نہ ہو اور قلم پر ترچھا قط لگاؤ اور بسم اللہ کی باء کو خوب بڑی لکھو اور سین کے دندانوں کو بھی واضح کرو اور میم کی آنکھ کو خراب نہ کرو اور اللہ کو خوبصورت لکھو اور رحمٰن کو یعنی اس کے نون کو دراز کرو اور الرَّحِیْمِ کو بھی عمدگی سے لکھو (تا کہ حق تعالی کے اسم گرامی اور ان کی صفات کی شان خوب ظاہر ہو) (الدیلمی ص ۳۱۴۔ کنز العمال ج ۱۰۔ الدر المنثور ص ۱۰ ج ۱۔ الشفاء للقاضی عیاض)

کاتبانِ وحی

صحابہ میں سے وحی کے لکھنے والے بعض حضرات یہ تھے:

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (۲) علی رضی اللہ عنہ (۳) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۴) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۵) ابان بن سعید رضی اللہ عنہ (۶) خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (۷) معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (۸) العلاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ (۹) حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہ۔ اور اس سے واضح ہے کہ قرآن نبی ﷺ کے زمانہ میں بھی لکھا گیا تھا صرف اتنی بات ہے کہ اس وقت مختلف چیزوں پر تھا کتاب کی شکل میں یا ایک جلد میں نہیں تھا۔

﴿رسم توقیفی کا حکم﴾

اور جب رسم توقیفی ہے تو قرآن کا اس کے موافق لکھنا واجب اور اس کے خلاف لکھنا حرام ہے اور وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا عنکبوت ع ۵ میں تلاوت اور کتابت کی نفی وحی سے پہلے زمانہ کے ساتھ مقید ہے یعنی نزول وحی سے پہلے نہ تو آپ ﷺ تلاوت فرماتے تھے اور نہ کتابت سے ہی واقف تھے باقی وحی کے بعد جس طرح آپ ﷺ تلاوت فرماتے تھے اسی طرح کتابت کا علم بھی بخوبی اور کامل ترین طریق پر رکھتے تھے اور وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ حجر ع ۱ میں جو حفاظت کا وعدہ ہے وہ بھی عام ہے جو الفاظ و معانی اور رسم تینوں کو شامل ہے اور حق تعالیٰ نے تینوں ہی کی حفاظت فرمائی ہے۔

﴿رسم کے توقیفی ہونے پر قرآن سے استدلال﴾

شرعی دلائل اس پر کہ عثمانی رسم توقیفی ہے اور اس کی پیروی واجب ہے

(۱) وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر ع ۱) اس میں حق تعالیٰ نے قرآن حکیم کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس وعدہ کو تین تاکیدوں (اِنَّ اور جملہ اسمیہ اور لام) کے ذریعہ مؤکد اور پختہ بھی کر دیا ہے اور حق تعالیٰ کی خبر کا صادق ہونا واجب اور غلط ہونا محال ہے اور وہ ماضی اور حال کی طرح مستقبل میں بھی واجب اور جائز اور محال تینوں قسم کی چیزوں کو ان کی واقعی حالت کے موافق جانتے ہیں۔

پس ان کو معلوم تھا کہ قرآن کے حفاظ رَحْمَتْ اور نِعْمَتْ اور سُنَّتْ وغیرہ کو خاص (یعنی دراز تا والے) موقعوں میں عربی کے مشہور قاعدہ کے موافق وقفاً تاء سے پڑھیں گے نیز يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ نساء ع ۲۱ میں یاء کے بغیر تاء کے سکون سے اور وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ اسراء ع ۲ اور وَيَمْحُ اللّٰهُ شوریٰ ع ۳ اور سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ علق اور وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ تحریم ع ۱ میں واؤ کے بغیر عین اور حائے ساکنہ پر وقف کریں گے اور ان میں قرآن کے لکھنے

والے صحابہ بھی شامل ہوں گے پس رَحۡمَتۡ۔ سُنَّتۡ۔ نِعۡمَتۡ میں رسم کے موافق وقفاً تاء پڑھیں گے اور یُؤۡتِ سے سَنَدۡعُ تک کے چار کلمات میں کسی جازم کے بغیر اور وَصَالِحُ میں قیاسی سبب کے بغیر یاء اور واؤ کو حذف کر دیں گے۔

﴿خلاصہ﴾ یہ کہ جب ان کلمات پر وقف کا طریقہ سکھانے اور سمجھانے کی اور امتحان کی غرض سے وقف کریں گے تو اس طرح تاء سے اور یاء اور واؤ کے بغیر کریں گے پس اگر رسم توقیفی اور نبی ﷺ کو حضرت جبریل علیہ السلام کی سکھائی ہوئی نہ ہو تو لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے تو ان کلمات کو قیاس کے موافق ھاء اور یاء اور واؤ ہی سے نازل فرمایا تھا لیکن صحابہ نے رسم سے ناواقف ہونے کے سبب تاء سے اور یاء اور واؤ کے بغیر لکھ دیا اور خود بھی کلمات پر اسی طرح غلط وقف کرتے رہے اور ساڑھے تیرہ سو سال کے طویل عرصہ سے امت کے تمام قراء اور حفاظ بھی اسی طرح غلط وقف کرتے چلے آرہے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ نے جو حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے وہ عام ہے جو سورۃ آیت جملہ حرف سب کو شامل ہے۔

پس جب ایک ایک حرف کی حفاظت کا وعدہ ہے تو یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ صحابہ نے ان کو غلطی سے اس طرح لکھ دیا ظاہر ہے کہ اس صورت میں حق تعالیٰ کی حفاظت کا وعدہ صادق نہیں رہے گا پس رسم کو توقیفی نہ ماننے سے حق تعالیٰ کی خبر کا کاذب ہونا لازم آتا ہے اور جو چیز محال کو مستلزم ہو وہ خود محال ہوا کرتی ہے۔

پس رسم کا غیر توقیفی ہونا محال اور باطل ہے اور جب یہ باطل ہے تو اس کی نقیض ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ رسم توقیفی ہے جو نبی ﷺ کی بتائی ہوئی ہے اور صحابہ کی رائے کی بناء پر نہیں اور یہ منطقی دلیل بالکل واضح ہے اس میں وہی جھگڑا کر سکتا ہے جو قرآن سے بھی بے خبر ہو اور استدلال کے مقدمات سے بھی۔

(۲) قرآن کے لکھنے والے صحابہ چالیس تھے جو نبی ﷺ کے روبرو قرآن لکھتے تھے اور یہ محال ہے کہ نبی سے خطا ہو جائے اور حق تعالیٰ ان کو اس سے آگاہ نہ فرمائیں۔

پس اگر غور سے کام نہ لینے والوں کے گمان کے موافق صحابہ نے یہ رسم اپنی سمجھ اور رائے سے

قائم کی ہو تو چونکہ نبی ﷺ نے ان کو اس سے منع نہیں فرمایا اس لیے اس تقدیر پر بھی اس رسم کا صحیح اور درست ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ نبی ﷺ کی تقریر بھی شرعی حجت ہے اور تقریر کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی کو کوئی کام کرتے دیکھا اور اس سے منع نہ فرمایا۔

پس آپ ﷺ کے قول و فعل کی طرح آپ ﷺ کی تقریر بھی حجت ہے اور یہ بات شریعت سے ثابت ہے کہ قرآن میں زیادت اور کمی دونوں حرام بلکہ کفر ہیں۔ پس قرآن کو اس کی رسم کے خلاف لکھنا حرام ہے اور شریعت کے احکام کی پانچ قسمیں ہیں جن میں سے ایک قسم حرمت بھی ہے۔

﴿خلاصہ﴾ نبی ﷺ کا رسم قرآن کو رسم کے مشہور طریق کے موافق ثابت رکھنا اور اس سے منع نہ فرمانا شرعی حجت ہے اور آپ ﷺ کا امی ہونا اس کے منافی نہیں کیونکہ حق تعالیٰ فرشتوں کی زبانی آپ ﷺ کو خبر دیدیتے تھے کہ یہ صحیح ہے اور یہ غلط ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو یہ بتا دینا بھی اسی قبیل سے ہے کہ وحی کے لکھنے والوں سے فرما دیجئے کہ وہ اس کلمہ کو اس طریق سے لکھیں گو آپ ﷺ نے انسانوں اور جنات میں کے کسی معلم سے قراءت اور کتابت نہیں سیکھی تھی اور اس سے اس کی نفی نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ نے الہام کے یا فرشتہ کے ذریعہ پوری کتابت سیکھ لی ہو یا لکھنے والوں کو بتانے کے وقت سیکھ لیتے ہیں اور یہ آپ ﷺ کا بلیغ ترین معجزہ ہے۔

اور امی کے وہ معنی نہیں ہیں جو عوام اور اس زمانہ کے بعض علماء لیتے ہیں اور اس زمانہ کی حالت یہ ہے کہ اس میں چھوٹے اور بڑے علماء تو بہت ہیں لیکن قرآن کے علوم سے بالکل ناواقف ہیں ان کے خیال میں امی وہ ہے جو قراءت اور کتابت بالکل نہ جانتا ہو حتی کہ نبی ﷺ کے امی نہ ہونے کے بھی یہی معنی بتاتے ہیں حالانکہ بہت سی دلیلیں اس پر قائم ہیں کہ گو نبی ﷺ اس اعتبار سے امی تھے کہ آپ ﷺ نے قراءت اور کتابت کسی انسی یا جنی معلم سے نہیں سیکھی تھی لیکن اس پر بھی آپ ﷺ وحی کے ذریعہ کتابت کے فن اور حروف کی صورتوں کے عارف تھے اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ وحی لکھنے والوں کو ہدایت فرماتے تھے کہ حروف اور کلمات کو

واضح لکھیں اوران میں عیب پیدا کرنے اوران کو خفی لکھنے سے منع فرماتے تھے۔

﴿رسم کے توقیفی ہونے پر حدیث سے استدلال﴾

نبی ﷺ نے وحی کے کاتب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دوات کو درست رکھو اور قلم پر تر چھا قط لگا وَالــخ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔ اس سے نکل آیا کہ امی ہونے کے معنی یہی ہیں کہ آپ ﷺ نے قراءت و کتابت کسی انسان اور جن سے نہیں بلکہ الہام اور وحی سے سیکھی تھی۔

پس اعراف ع ۱۹ و ع ۲۰ میں جو آپ ﷺ کی صفات میں میں جو آپ کا امی ہونا بیان ہوا ہے اس سے اور وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا عنکبوت ع ۵ میں قرآن سے پہلے آپ ﷺ سے تلاوت اور کتابت کی نفی سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کتاب سے واقف بھی نہیں تھے کیونکہ کسی شے کا جاننا اور اس پر عمل کرنا دو جدا جدا چیزیں ہیں پس عمل نہ کرنے سے یہ نہیں نکلتا کہ اس کا علم بھی نہیں ہے اور اسی طرح پہلے زمانہ میں کسی چیز سے ناواقف ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آئندہ زمانہ میں بھی اس سے ناواقف ہی رہے۔

اگر آپ ﷺ قرآن کے نزول سے پہلے کتابت سے واقف نہیں تھے تو اس سے یہ نہیں نکلتا کہ نزول کے بعد بھی آپ ﷺ کتابت نہیں جانتے تھے کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ سے تلاوت اور کتابت کی مطلقاً نفی نہیں فرمائی یعنی یہ ارشاد نہیں ہوا کہ یہ دونوں چیزیں آپ ﷺ کی شان کے لائق بھی نہیں ہیں جیسا کہ یٰسین ع ۵ میں شعر کے بارہ میں فرمایا ہے۔

ہم نے اس مسئلہ کی تقریر کو طول اس لیے دیا ہے کہ اس میں اہل اسلام نے خلط ملط کر رکھا ہے اور علماء اور مصنفین اور عوام اور خواص سب ایک عام خبط میں مبتلا ہیں جو نہ کسی معتبر دلیل سے مؤید ہے اور نہ کسی عمدہ فکر کا نتیجہ ہے اور نہ کسی صحیح بحث کی پیداوار ہے۔ پس ہمیں امید ہے کہ علماء مسلمین شیخی کے سبب گناہ اور ضد پر آمادہ نہ ہوں گے اور اس نافع تقریر میں غور فرمائیں گے جو سر تا پا خیر ہی خیر ہے۔

﴿رسم کے توقیفی ہونے پر اجماع امت سے استدلال﴾

جب فتوحات کی کثرت کے سبب اسلامی ملک وسیع ہو گیا اور قراء اور حفاظ دور دراز کے ملکوں میں پھیل گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن کے متعلق اندیشہ ہوا تو آپ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے وہ صحیفے منگوائے جو ان کے پاس تھے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا اور قریش کی ایک جماعت کو بھی ان کے ساتھ شریک کار کر دیا سو ان حضرات نے قرآن کو اسی طرح لکھا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لکھا گیا تھا اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اتفاق کیا جو شمار میں بارہ ہزار تھے اور پورا قرآن ان سب حضرات کی اجتماعی رائے سے لکھا گیا صرف لفظ تَابُوْت کی دوسری تاء میں اختلاف ہوا کہ آیا اس کو طَاغُوْت کی تاء کی طرح دراز لکھیں یا تَوْرٰىة کی تاء کی طرح گول لکھیں۔

اس اختلاف کی وجہ یہ ہوئی کہ صدیقی دور میں صحیفہ تیار ہونے کے بعد خلافت کے باقی زمانہ تک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے پھر فاروقی خلافت کے پورے دور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے پھر دور عثمانی کے شروع حصہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے پس چونکہ زمانہ کافی گزر گیا تھا اس لیے اس کی تاء مٹ گئی تھی اس لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور قرشی جماعت کے حضرات کی رائے میں اختلاف ہو گیا اس لیے معاملہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روبرو پیش کیا آپ کچھ دیر غور اور فکر فرماتے رہے پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور اس بارہ میں ان سے مشورہ کیا تو سب نے ایک رائے ہو کر یہ کہا کہ اس کو قریش کے لغت کے موافق طَاغُوْت کی تاء کی طرح دراز تاء سے لکھنا چاہیے اور وجہ یہ بتائی کہ قرآن کا اکثر حصہ قریش ہی کے لغت میں نازل ہوا ہے۔

اوپر کے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ قرآن کے کسی ایک حرف کا بدلنا بھی سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ قرآن کو اسی طریق سے لکھنا چاہیے جو عثمانی رسم کے علم میں مذکور ہے اور جس حرف میں اختلاف ہوا تھا اس کو اسی لغت کے موافق لکھا

جس میں اکثر حصہ نازل ہوا ہے اور لکھا گیا ہے کیونکہ اس کے متعلق یہ معلوم کرنا دشوار ہو گیا تھا کہ یہ نبی ﷺ کے روبرو کس طرح لکھا گیا تھا؟

اس سے یہ بھی نکل آیا کہ اگر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ یہ نبی ﷺ کے روبرو کسی غیر قریشی لغت میں اس طرح لکھا گیا تھا تو پھر اس کا اسی طرح لکھنا ضروری قرار دیتے جس طرح آپ ﷺ کی حضوری میں لکھا گیا تھا اور پھر اس کے بارہ میں یہ نہ دیکھتے کہ ان میں سے کون سا لغت قوی ہے اور کون سا اس سے کم درجہ کا ہے اور یہ واضح دلیل ہے اس پر کہ رسم توقیفی ہے اور اس پر بھی کہ عثمانی رسم کی پیروی کے واجب ہونے اور اس کی مخالفت کے حرام ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا کہ جن کلمات کی رسم انکے تلفظ کے خلاف ہے ان کو اس اندیشہ سے تلفظ کے موافق لکھنا درست نہیں کہ خلاف لکھنے کی صورت میں ناواقف لوگ طرح طرح کی غلطیوں میں مبتلا ہو جائیں گے اور موافق لکھنے کی صورت میں یہ اندیشہ نہیں رہے گا اور درست نہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ یہ رسم لوح محفوظ میں بھی اسی طرح ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتائی ہے۔ پس یہ توقیفی ہے جو حضرات تعویذات میں قرآنی آیات لکھتے ہیں ان کے لیے بھی رسم کی پابندی ضروری ہے۔

﴿مصاحف عثمانیہ میں اختلاف کا سبب﴾

﴿سوال﴾ مصاحف عثمانیہ میں اختلاف کیوں ہے چنانچہ کچھ کلمات تو ایسے ہیں جو بعض مصاحف میں ہیں اور بعض میں نہیں اور کچھ ایسے ہیں جو بعض میں موصول ہیں اور بعض میں مقطوع۔

﴿جواب﴾ اس بارہ میں علامہ دانیؒ کی کتاب ''المقنع'' کی عبارت نقل کی جاتی ہے جو سوال اور جواب کے طور پر ہے۔

پس اگر کوئی سائل سوال کرے کہ ان زائد حروف کی رسم جو تمام قرآنوں میں مختلف ہے اس کا

سبب کیا ہے جس کی رو سے یہ ضروری قرار پا گیا تو میں یہ کہوں گا کہ ہمارے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا اور اس کو ایک ہی شکل پر لکھا اور ان کی رسم قریش کے لغت کے موافق رکھی اور اس کے سوا ان دوسرے لغات پر نہیں رکھی جو غیر صحیح اور غیر ثابت ہیں تو آپ نے امت پر شفقت کی نظر فرمائی اور احتیاط سے کام لیا اور یہ بات ان کے خیال میں بھی ثابت شدہ تھی کہ یہ زائد حروف بھی اسی طرح حق تعالیٰ ہی کے یہاں سے نازل ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے گئے ہیں اور یہ بات بھی آپ کے علم میں تھی کہ ان سب حروف کے ایک قرآن میں جمع کرنے کی صرف یہی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ ان کلمات کو دو دو بار لکھا جائے اور ان کو اس طرح لکھنے سے رسم میں خلط اور تغیر ہو جائے گا پس اس سے بچنے کی غرض سے ان کلمات کو مصاحف میں متفرق کر دیا اس لیے بعض میں ان کا اثبات ہو گیا اور بعض میں حذف تا کہ امت ان کو اسی طرح محفوظ کر سکے جس طرح حق تعالیٰ کے یہاں سے نازل ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے گئے ہیں پس متعدد شہروں کے مصاحف میں ان کلمات کی رسم کے اختلاف کا سبب یہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ بعض میں حذف اور بعض میں اثبات اور بعض میں وصل اور بعض میں فصل اس لیے رکھا کہ تمام قراءات بھی ظاہر ہو جائیں اور رسم کی مخالفت بھی لازم نہ آئے۔

☆☆☆

قرآءت عشرہ پڑھنے والے طلباء کے لئے خوشخبری

قراءات عشرہ

کا حامل

قرآن شریف

اس قرآن شریف میں مکمل قراءات عشرہ کے فرشی اختلافات کو حاشیہ پر بیان کیا گیا ہے۔نہایت دیدہ زیب اور شاندار دو رنگا طباعت کا شاہکار خوبصورت اور مضبوط گولڈن ڈائی دار جلد

ملنے کا پتہ

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور
Ph.: 042 - 7122423
Mob:0300-4785910

قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی اپنے قارئین سے

الحمدللہ علم تجوید وقرآءت کے فروغ کے لیے قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کوشاں ہے ہمارا مقصد معیاری، دیدہ زیب اور اعلیٰ طباعت کی حامل کتب شائقین تک پہنچانا ہے۔ اگر آپ کے شہر یا علاقے میں آپ کو ہماری کتابیں بآسانی دستیاب نہیں ہو پا رہی ہیں تو براہ راست **بلاتکلف** ہم سے بذریعہ خط یا فون رابطہ کریں۔

ہم آپ کو انشاءاللہ فوری طور پر کتب فراہم کریں گے۔

نوٹ: فہرست کتب صرف چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور
Ph.: 042 - 7122423
0300 - 4785910